﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 14

جمعۃ المبارک 05/ اکتوبر 2007ء
23/ رمضان المبارک 1428 ہجری قمری ❁ 05/ اخاء 1386 ہجری شمسی

شمارہ 40

گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے گھروں میں نماز (سنن اور نوافل) پڑھا کرو کیونکہ جماعت کے ساتھ فرضوں کے سوا باقی نماز گھر میں پڑھنا بہترین نماز ہے۔

(مسند دارمی فی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ التطوع فی ای موضع افضل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں۔

دعا کرنے میں صرف تضرّع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلاف مصلحت الٰہی بھی نہ ہو اور بجز اس کے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اس وقت تک دُعا کو دُعا نہیں کہہ سکتے۔

”سید صاحب (سرسیّد احمد خان۔ناقل) کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خداتعالیٰ نے دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ اُن کی سخت غلط فہمی ہے۔اور یہ آیت ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(المومن:61) اُن کے مدّعا کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیونکہ یہ دعا جو آیت ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(المومن:61) میں بطور امر کے بجا لانے کے لئے فرمائی گئی ہے۔اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں بلکہ وہ عبادت ہے جو انسان پر فرض کی گئی ہے۔کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ کُل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہٗ نے صابرین کی تعریف کی ہے جو اِنَّا لِلّٰہِ پر کفایت کرتے ہیں۔اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اس کو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالتِ نافرمانی عذابِ جہنّم کی وعید اس کے ساتھ لگا دی گئی ہے۔اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں بلکہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دُعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے۔چنانچہ ﴿اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ﴾(ھود:47) اس پر شاہد ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لَا تَسْئَلْنِ کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا ہے۔اور بعض اوقات اولیاء اور انبیاء دعا کرنے کو سوءِ ادب سمجھتے رہے ہیں اور صلحاء نے ایسی دعاؤں میں استفتاءِ قلب پر عمل کیا ہے۔یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دعا کرنے کا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا اور دعا سے منہ پھیر لیا۔ ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے دوسری دعاؤں میں قبول کرنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ صاف فرما دیا ہے کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو ردّ کروں جیسا کہ یہ آیت قرآن صاف بتلا رہی ہے اور وہ یہ ہے ﴿بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ﴾(الانعام:42)۔(سورۃ الانعام الجزو نمبر 7)

اور اگر ہم تنزلاً مان بھی لیں کہ اس مقام میں لفظ ﴿اُدْعُوْا﴾ سے عام طور پر دُعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں دیکھتے کہ یہاں دُعا سے وہ دُعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو اور تمام شرائط کو جمع کر لینا انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ دُعا کرنے میں صرف تضرّع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کے لئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلافِ مصلحتِ الٰہی بھی نہ ہو کیونکہ بسا اوقات دُعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عنداللہ سائل کے لئے خلافِ مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے اور اس کے پورا کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے یا ایک زہر جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس کو کھلا دے تو یہ سوال اس بچہ کا ہرگز اُس کی ماں پورا نہ کرے گی۔اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اس کا بےکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اس احمق والدہ کا سخت شاکی ہوگا۔اور بجز اس کے اَور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اُس وقت تک دُعا کو دُعا نہیں کہہ سکتے اور جب تک کسی دُعا میں پوری روحانیت داخل نہ ہو اور جس کے لئے دُعا کی گئی ہے اور جو دُعا کرتا ہے ان میں استعداد قریبہ پیدا نہ ہو تب تک توقع اثرِ دُعا امید موہوم ہے۔اور جب تک ارادۂ الٰہی قبولیت دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں اور ہمتیں پوری توجہ سے قاصر رہتی ہیں“۔ (برکات الدعا ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 12-14)

رمضان کی برکات کے متعلق

خلفاءِ سلسلہ احمدیہ کے پاکیزہ ارشادات

ماہ رمضان

انسان کی روحانی تکمیل کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ فرماتے ہیں:۔

''جس قدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں ان میں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ مثلاً یہاں پر جو شَھْرُ رَمَضَانَ واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں (9) مہینہ ہے۔ یعنی 1۔محرم 2۔صفر 3۔ربیع الاول 4۔ ربیع الثانی 5۔ جمادی الاوّل 6۔ جمادی الثانی 7۔ رجب 8۔ شعبان 9۔ رمضان۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہٖ بھی ایک ایسا سہل عدد ہے کہ باقی اعداد اسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لاغیر۔ پس اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔ ......حتی کہ نواں مہینہ رمضان شریف کا آگیا تو اس کے لئے یہ حکم ہوا کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرۃ: 186)۔ یہاں تک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخری عشرہ رمضان شریف کا بھی آگیا۔ پس اب تو ظلمات جسمانیہ اور تکدرات ہیولانیہ سے پاک وصاف ہوگیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اس کو ہونے لگیں اور طاق تاریخوں میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہوگیا اور یہی حقیقت ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ کی جو آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے شارع اسلام نے تعین لیلۃ القدر کی 27 شب مقرر فرما دی کیونکہ درصورت 29 دن ہونے شہر رمضان کے وہی 27 شب آخری طاق شب ہوجاتی ہے جس میں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس لئے یہ شب 27 کی ایک عجیب مبارک شب ہے جس میں قرآن مجید بھی نازل ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (القدر:2-4) ایضاً قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (الدخان:4) اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونوں رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہٰذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:2) میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اس لئے مذکور نہیں ہوا کہ جملہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے اشد درجہ منتظر تھے۔ کیونکہ تمام کتب میں آپ کی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں اور اب تک موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپ کے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اب تک پایا جاتا ہے''۔

(خطبات نور۔ صفحہ 231-232)

❁❁❁❁❁❁

غرباء کی خبر گیری کا احساس بیدار کرنے والا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ فرماتے ہیں:۔

''درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہوجائے کہ ان کی چیزیں ان ہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانے کا ان ہی کا حق ہے جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے۔ رمضان اسی کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے، کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں مگر حکم ہے کہ دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ۔......روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ بتایا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی بے صبرے اور ناشکرے نہ ہوں......۔

پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تاکہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر وفاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ میں انہیں یہ گُر بتایا کہ اگر وہ اس فقر فاقہ کی زندگی کو خداتعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خداتعالیٰ سے ملاسکتی ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375 تا 378)

❁❁❁❁❁❁

آسمانی رحمتوں کا نزول

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

پس جو شخص نیک نیتی کے ساتھ خداتعالیٰ کے لئے روزہ رکھتا ہے اور اس کے لوازمات بھی بجالاتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ بڑی کثرت سے نزول رحمت باری شروع ہوجاتا ہے اور ایسا بندہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حکم کی بجا آوری کی توفیق بھی پاتا ہے اور جو عاجزانہ طور پر اپنے خدا کے حضور پیش کرتا ہے اس کی قبولیت کے سامان بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان دروازوں سے اعمال صالحہ داخل ہوجاتے ہیں غلقت ابواب جہنم روزے دار کے لئے ایسا سامان پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ معاصی سے بچنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے روکا ہے ان سے وہ رک جاتا ہے اور یہی چیزیں ہیں جن کے نتیجہ میں جہنم کے دروازے کھلتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ معاصی سے بچتا ہے اور نواہی سے پرہیز کرتا ہے اور جس وقت رحمت کے دروازے کھلے ہوں جہنم کے دروازے بند ہوں تو پھر اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ کہ شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے۔ شیطانی حملہ اندرونی ہو (نفس امارہ کے ذریعہ) یا بیرونی ہو وہ کارگر نہیں ہوسکتا۔

غرض یہ رمضان جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے اور یہ رمضان ہے جس کی طرف ہمیں پورے نفس اور پوری روح کے ساتھ متوجہ ہونا چاہئے تاہم خدا کے فضل اور اس کی توفیق سے ایسے اعمال بجالائیں کہ ہمارے لئے جنتوں کے دروازے تو ہمیشہ کھلے رہیں لیکن جہنم کے دروازے مقفل رہیں اور شیاطین (جو جو بھی ہمارے لئے شیطان بن سکتے ہیں ان) کو پابہ زنجیر کر دیا جائے اور ہم ان کے حملہ سے محفوظ رہیں۔

(خطبات ناصر جلداول صفحہ 981)

❁❁❁❁❁❁

غرباء سے للّٰہی محبتوں کو بڑھانے کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

''وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور وہ اگر ان کو بھیج دیں تو......وہ اپنے جیسے دولتمندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، اردگرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے۔ اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیز دیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح اوپر کے اور نچلے طبقوں کے درمیان آپس میں محبت پہلے سے زیادہ مضبوط ہوجاتی ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 7 مارچ 1997ء)

آپ نے ایک مومن کے لئے ''سچی عید'' کیا ہوتی ہے؟ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا:

''اور آئندہ عید میں بھی میرا وہ پیغام یاد رکھیں کہ آپ کی سچی عید تب ہوگی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے، ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے، ان کے گھر پہنچیں گے، ان کے حالات دیکھیں گے، ان کی غریبانہ زندگی پر ہوسکتا ہے آپ کی آنکھوں سے کچھ رحمت کے آنسو برسیں۔ کیا بعید ہے کہ وہی رحمت کے آنسو آپ کے لئے ہمیشہ کی زندگی سنوارنے کا موجب بن جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو پہلے علم نہ ہو کہ غربت کیا ہے، اس وقت پتہ چلے اور آپ کے اندر ایک عجیب انقلاب پیدا ہوجائے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 5/اپریل 1996ء)

❁❁❁❁❁❁

عبادات کی طرف خصوصی توجہ کا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اس یقین کے ساتھ جب ہم دعائیں مانگیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سنے گا۔ یہ نہیں کہ منہ سے تو کہہ دیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہے اور ایمان ہے لیکن جو اس کے احکامات ہیں ان پر عمل نہ ہو۔ نمازیں سال کے سال صرف رمضان میں پڑھنے کی کوشش کی جارہی ہو یا کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، بہت فضل ہے جماعت پر کہ دوسروں کے مقابلے میں جماعت کی ایک بڑی تعداد نمازیں ادا کرنے والی ہے، نمازیں پڑھنے والی ہے۔ لیکن باجماعت نمازوں کی طرف ابھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس میں ابھی بہت کمی ہے۔

تو یہ رمضان ہمیں ایک دفعہ پھر موقع دے رہا ہے کہ ہم خدا کے آگے جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔ اس کی عبادت کریں جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کا یقیناً جواب دے گا۔ اور یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم ان عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ اگر یہ ہوجائے تو اس سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔

اس لئے مَیں پھر یہی کہوں گا کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ دوسروں کے پاس دعائیں کروانے کی بجائے (بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ اپنا اپنا ایک حلقہ بنایا ہوا ہے، وہاں دعائیں کروانے کے لئے جاتے ہیں، اور خود توجہ نہیں ہوتی) خود اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدرتوں کا تجربہ حاصل کریں............۔

پس ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارا ہر فعل اور ہر عمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہر قدم ایسا ہو جس سے اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے''۔

(الفضل 30 دسمبر 2004ء)

❁❁❁❁❁❁

خدا کے دفتر میں سابقین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پس وہ لوگ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کردیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کردیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے''۔

(رسالہ الوصیت)

❁❁❁❁❁

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(بارھویں اور آخری قسط)

خلافتِ راشدہ کی تائید میں

دوسری آیت

دوسری آیت جو خلافت کے ثبوت میں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۔قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۔قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۔قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ(البقرۃ:125)۔

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے بعض باتوں کے ذریعہ سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر کے دکھا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ! میں تجھے لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے خدا! میری اولاد میں سے بھی امام بنائیو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت اچھا مگر ان میں سے جو لوگ ظالم ہو جائیں گے ان کو امام نہیں بنایا جائے گا۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انہیں امام بنانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اور جائز طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ جو کام میرے سپرد ہونے والا ہے وہ ایک نسل میں پورا نہیں ہو سکتا اور ضرورت ہے کہ میرے بعد بھی کچھ اور وجود ہوں جو اس کام کو چلائیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ذریت کے امامت بنانے کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاں ان سے بھی میں وعدہ کرتا ہوں مگر ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔

اس آیت میں بھی وعدہ اولاد سے ہے گو ظالم اولاد سے نہیں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں یا تو امام تھے یا ظالم تھے۔ ان دونوں کے سوا بھی اور اولاد تھی۔ پھر ان سے امامت کا وعدہ کس طرح پورا ہوا؟ اسی طرح کہ بعض کو امامت ملی اور بعض کو ان کے ذریعہ سے امامت سے فائدہ پہنچا۔ یہ بھی آیتِ استخلاف کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ وعدہ تو سب سے تھا پھر خلافت شخصی کس طرح ہو سکتی ہے۔

مگر میں اس وقت آیت کے ایک دوسرے پہلو کی طرف اشارہ کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اولاد کے متعلق امامت کا وعدہ تھا وہ وعدہ کس طرح پورا ہوا؟ آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے چار نبی ہوئے (۱) حضرت اسماعیلؑ (۲) حضرت اسحاقؑ (۳) حضرت یعقوبؑ (۴) حضرت یوسفؑ۔ ان چاروں انبیاء خلفاء نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشن کو تکمیل تک پہنچایا۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ ان چاروں کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ۔قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۔قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ۔قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ۔وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ(البقرۃ:261)

یعنی اس واقعہ کو بھی یاد کرو جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ اے میرے رب! مجھے بتا کہ تو مُردے کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو ایمان نہیں لا چکا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیوں نہیں، ایمان تو مجھے حاصل ہو چکا ہے لیکن صرف اطمینان قلب کی خاطر میں نے یہ سوال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے ساتھ سِدھا لے پھر ہر ایک پہاڑ پر اُن میں سے ایک ایک حصہ رکھ دے، پھر انہیں بلا۔ وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

یہ واقعہ اگر ظاہری ہوتا تو اس پر بہت سے اعتراض پڑتے ہیں۔ اوّل یہ کہ احیائے موتی کے ساتھ پرندوں کے سِدھانے کا کیا تعلق (۲) چار پرندے لینے کے کیا معنی؟ کیا ایک سے یہ غرض پوری نہ ہوتی تھی؟ (۳) پہاڑوں پر رکھنے کا کیا فائدہ؟ کیا کسی اور جگہ رکھنے سے کام نہ چلتا تھا۔

پس حقیقت یہ ہے کہ یہ ظاہری کلام نہیں بلکہ باطن رکھنے والا کلام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! جو احیائے موتی کا کام تو نے میرے سپرد کیا ہے اسے پورا کر کے دکھا اور مجھے بتا کہ یہ قومی زندگی کس طرح پیدا ہوگی جبکہ میں بڑھا ہوں اور کام بہت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے وعدہ کیا ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہو کر تو ضرور رہے گا مگر میں اپنے اطمینان کے لئے پوچھتا ہوں کہ یہ مخالف حالات کیونکر بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چار پرندے لے کر سِدھا اور ہر ایک کو پہاڑ پر رکھ دے۔ پھر بلا اور دیکھ کہ وہ کس طرح تیری طرف دوڑتے آتے ہیں۔

یعنی اپنی اولاد میں سے چار کی تربیت کرو۔ وہ تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس احیاء کے کام کی تکمیل کریں گے۔ یہ چار جیسا کہ میں بتا چکا ہوں حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ ہیں۔ ان میں سے دو کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے براہِ راست تربیت کی اور دو کی بالواسطہ۔ پہاڑ پر رکھنے کے معنی بھی یہی ہیں کہ ان کی اعلیٰ تربیت کر کیونکہ وہ بہت بڑے درجہ کے ہوں گے گویا پہاڑ پر رکھنے کے معنی ان کے رفیع الدرجات ہونے کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ بلندیوں کی چوٹیوں تک جا پہنچیں گے۔

غرض اس طرح احیاء قومی کا وہ نقشہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب زمانہ میں ظاہر ہونا تھا انہیں بتا دیا گیا۔ اب دیکھو رسول کریم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی مثیل ہیں جیسا کہ درود پڑھنے والے مسلمان جانتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے دعا سکھائی ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ لیکن جب رسول کریم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں تو یقیناً کسی خاص خصوصیت کی طرف ہی اس درود میں اشارہ ہو سکتا ہے اور وہ خصوصیت ان کی اولاد میں امامت ونبوت کی ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ(العنکبوت: 28)

یعنی ہم نے اس کی ذریت کے ساتھ نبوت اور کتاب کو مخصوص کر دیا اور ہم نے اس کو اس دنیا میں بھی اجر بخشا اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں شامل کیا جائے گا۔ پس وہ فضیلت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی وہ نبوت ہی تھی جس کے بعد متواتر ان کی اولاد کو نبوت خلافت حاصل ہوئی جس نے ان کے گھر کو شرف سے بھر دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سب سے زیادہ معزز کون ہے تو آپؐ نے فرمایا جو شخص سب سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ اس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! میرا یہ سوال نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر یوسفؑ بڑا معزز ہے جو خود بھی نبی تھا اور نبی کا بیٹا بھی تھا۔ پھر اُس کا دادا بھی نبی تھا اور اُس کا پڑدادا ابراہیمؑ بھی نبی تھا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللّٰہ تعالیٰ لقد کان فی یوسف و اخوته......)

پس جب ہم کَمَا صَلَّیْتَ یَا کَمَا بَارَکْتَ کہتے ہیں تو ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو وہی فضیلت دے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل تھی۔ ذاتی طور پر بھی اور اولاد کی طرف سے بھی۔ یعنی آپ ابوالانبیاء ہو جائیں اور آپ کی اولاد روحانی میں بھی نبوت مخصوص ہو جائے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اِس دعا کو سنا اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاً بعد چار رسول ہوئے تھے رسول کریم ﷺ کے معاً بعد چار خلیفے ہوئے جنہوں نے آپ کے دین کی تمکین کی اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں دُور زمانہ میں پھر نبی پیدا ہوئے آنحضرت ﷺ کے بعد زمانہ بعید میں بھی انبیاء کی بعثت کی خبر دی گئی۔ مگر رسول کریم ﷺ کو اس امر میں بھی فضیلت دی گئی ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو دو خلفاء کی تربیت بلا واسطہ کی تھی اور دو کی بالواسطہ۔ مگر رسول کریم ﷺ نے چاروں اماموں کی تربیت خود فرمائی اگر یہ مشابہت نہ ہوتی تو پھر کَمَا صَلَّیْتَ اور کَمَا بَارَکْتَ کے معنی ہی کیا ہوتے۔ پھر تو یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ پس ابراہیمی وعدہ اور درود مل کر صاف بتاتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سے بھی ایسا ہی ہونے والا تھا اور آپ کے بعد بھی آپ کے دین کی تمکین کے لئے خلفاء آنے والے تھے۔

اگر کہو کہ وہ خلفاء تو نبی تھے یہ تو نبی نہ تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اولاد کے امام ہونے کے درحقیقت دو وعدے تھے ایک تو قریب عہد میں اور ایک بعید عہد میں جس میں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے تقاضا کیا کہ قریب عہد کے امام خلیفہ امام ہوں اور بعید کا خلیفہ نبی خلیفہ ہو۔ چنانچہ خلفائے راشدین عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ کے ماتحت انبیاء سے شدید مشابہت رکھتے تھے مگر نبی نہ تھے اور آخری خلیفہ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی ہوا تا کہ مشابہت میں نقص نہ رہ جائے۔

اب دیکھو کہ رسول کریم ﷺ کی تربیت میں ان خلفاء نے ان چار انبیاء سے زیادہ تمکینِ دین کی ہے اور یہ رسول کریم ﷺ کی قوت قدسیہ کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک تحریر بھی اس اُلجھن کو دور کر دیتی ہے۔ آپ ''الوصیۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورۃ النور:56) ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا''۔ (الوصیت صفحہ6-7 روحانی خزائن جلد20 صفحہ304-305)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت میں حضرت موسیٰؑ کے نبی جانشین سے حضرت ابوبکرؓ کی مشابہت کو تسلیم کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

(ترمذی ابواب المناقب باب لوکان نبیٌّ بعدی......)

یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ عمرؓ میرے بعد امام ہونے والے ہیں۔ اگر میرے معاً بعد نبوت کا اجراء اللہ تعالیٰ نے کرنا ہوتا تو عمرؓ بھی نبی ہوتے مگر اب وہ امام تو ہوں گے مگر نبی نہ ہوں گے۔

ایک دوسری حدیث بھی اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ رسول کریم ﷺ ایک دفعہ جنگ پر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قائم مقام بنا گئے۔ پیچھے صرف منافق ہی منافق رہ گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ گھبرا کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ مجھے بھی لے چلیں۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا۔

اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک)

یعنی (۱) اے علیؓ! تمہیں مجھ سے ہارونؑ اور موسیٰؑ کی نسبت حاصل ہے۔ ایک دن ہارونؑ کی طرح تم بھی میرے خلیفہ ہو گے (۲) لیکن باوجود اس نسبت کے تم نبی نہ ہو گے۔

اس میں ایک ہی وقت میں نبی سے مشابہت بھی دے دی اور نبوت سے خالی بھی بتا دیا۔ پس جس طرح

علیؓ ہارونؑ کے مشابہ ہو سکتے ہیں چاروں خلفاء چار دوسرے نبیوں کے بھی مشابہ ہو سکتے ہیں۔

اس حدیث سے علاوہ اس کے کہ یہ ثبوت ملتا ہے کہ خلفاء نبیوں کے مشابہ قرار دیئے جاسکتے ہیں حضرت علیؓ کے زمانہ کے فتنہ پر بھی روشنی پڑتی ہے اور اس میں یہ پیشگوئی نظر آتی ہے کہ جس طرح حضرت ہارونؑ کے زمانہ میں فساد ہوا حضرت علیؓ کے زمانہ میں بھی فساد ہوگا اور لوگ حضرت علیؓ پر الزام لگائیں گے لیکن وہ الزام اُسی طرح غلط ہوں گے جس طرح ہارونؑ پر یہ اعتراض غلط ہے کہ انہوں نے شرک کیا۔ بہر حال حضرت علیؓ کا طریق حضرت ہارونؑ کے مشابہ ہوگا کہ تفرقہ کے ڈر سے کسی قدر نرمی کریں گے (جیسا کہ صفّین کے موقع پر تحکیم کو تسلیم کر کے انہوں نے کیا)

خلافت کے بارہ میں رسول کریم ﷺ کا ایک ارشاد

اس کے بعد مَیں حدیثوں میں سے صرف ایک حدیث بطور مثال خلافت کے بارہ میں پیش کر دیتا ہوں کیونکہ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا تَبِعَتْهُ خِلَافَةٌ۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی الجزء الثانی صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ فیصل آباد)

یعنی کوئی نبی نہیں کہ اس کے بعد خلافت نہ ہوئی ہو۔ اس عام فیصلہ کے بعد خلافت کا انکار درحقیقت رسول کریم ﷺ پر حملہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار ہے کیونکہ یہ ایک قاعدہ کلّیہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا۔

خلفاء کے حقوق کے بارہ میں ایک بہت بڑا اعتراض

اب مَیں ایک اعتراض جو بہت مشہور اور جو خلفاء کے حقوق کے بارہ میں ہے اس کا جواب دیتا ہوں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جیسا کہ آیت استخلاف سے ثابت ہے اور جیسا کہ آیت وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے ثابت ہے اور جیسا کہ آیت وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ ۔اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔(سورۃ آل عمران آیت 160) سے ثابت ہے خلفاء پر گو اہم امور میں مشورہ لینے کی پابندی ہے لیکن اُس پر عمل کرنے کی پابندی نہیں۔ اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ خود فرماتے ہیں کہ اِنْ زِغْتُ فَقَوِّمُوْنِی (تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ 332 مطبوعہ بیروت 1965ء میں "زِغْتُ" کی بجائے "اَسَأْتُ" ہے۔) کہ اگر مَیں کجی دکھاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ معلوم ہوا کہ وہ پبلک کو خلیفہ کو روکنے کا اختیار دیتے ہیں۔ غیر مبائعین ہمیشہ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر مَیں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خلیفہ غلطی کر سکتا ہے اور پبلک کو حق ہے کہ جب بھی وہ اسے سیدھے راستہ سے منحرف ہوتا دیکھے اُسے پکڑ کر سیدھا کر دے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا عمل اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نے اپنے اس قول کے کبھی بھی وہ معنے نہیں سمجھے جو معترضین لیتے ہیں۔ اور نہ مسلمان آپ کے اس قول کا کبھی یہ مفہوم لیتے تھے کہ جب وہ حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو اپنی رائے کے خلاف دیکھیں تو سختی سے آپ کو سیدھا کر دیں۔ جَیشِ اسامہؓ کو رُکوانے کے متعلق جب بڑے بڑے صحابہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے تو انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ ہماری یہ بات ماننی ہے تو مانو ورنہ ہم تمہیں ابھی سیدھا کر دیں گے بلکہ آپ نے جب ان تمام لوگوں کے مشورہ کو ردّ کر دیا اور فرمایا کہ مَیں جَیشِ اسامہؓ کو نہیں روک سکتا تو انہوں نے اپنی رائے واپس لے لی۔ اسی طرح جب باغیوں سے جنگ کے بارہ میں صحابہؓ نے کسی قدر نرمی کی درخواست کی تو آپ نے ان کی اس درخواست کو بھی ردّ کر دیا اور فرمایا کہ مَیں تو ان کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو مُرتدین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر بھی صحابہؓ نے یہ نہیں کہا کہ اگر آپ ہماری بات نہیں مانتے تو ہم آپ کو سیدھا کر کے چھوڑیں گے بلکہ انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور حضرت ابوبکرؓ کے فیصلہ کے سامنے انہوں نے اپنی گردنیں جُھکا دیں۔ اسی طرح جہاں بھی آپ کا لوگوں سے مقابلہ ہؤا آپ نے یہی کہا کہ میری بات صحیح ہے اور تمہاری غلط۔ یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ کبھی لوگوں نے آپ کو سیدھا کیا ہو۔ یا آپ نے ہی لوگوں سے کہا ہو کہ اے مسلمانو! مَیں کچھ ٹیڑھا سا ہو گیا ہوں مجھے سیدھا کر دینا۔ پس آپ کے قول کے وہی معنی لئے جاسکتے ہیں جو خدا اور رسول کے احکام کے مطابق ہوں اور خود آپ کے فعل کے مطابق ہوں نہ کہ مخالف۔

سو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی ٹیڑھا ہونے سے مراد وہی کفرِ بوّاح ہے جس کا ذکر احادیث میں آتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ جب تک مَیں اسلام پر چلتا ہوں تم پر میری اطاعت فرض ہے اور اگر مَیں اسلام کو ترک کر دوں یا مجھ سے کفرِ بوّاح صادر ہو تو پھر تم پر یہ فرض ہے کہ میرا مقابلہ کرو ورنہ یہ مُراد نہیں کہ میرے روزمرہ کے فیصلوں پر تنقید کر کے جو تمہاری مرضی کے مطابق ہوں اُن پر عمل کرواور دوسروں کو چھوڑ دو۔

اگر کوئی کہے کہ کیا حضرت ابوبکرؓ کفر بوّاح کر سکتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیا حضرت ابوبکرؓ اس قدر ٹیڑھا ہو سکتے تھے کہ انہیں سیدھا کرنے کی مسلمانوں کو ضرورت پیش آئے! ایسی صورت تو اُسی وقت پیش آ سکتی تھی جب صحابہؓ کہیں کہ قرآن اور حدیث سے فلاں امر ثابت ہے اور حضرت ابوبکرؓ کہیں کہ مَیں قرآن اور حدیث کی بات نہیں مانتا۔ پس کیا یہ ممکن تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کبھی قرآن اور حدیث کے خلاف ایسا قدم اٹھا سکیں؟ اور مسلمانوں کو انہیں لٹھ لیکر سیدھا کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ اگر اس قدر کجی بھی آپ سے ممکن نہ تھی مگر آپ نے یہ فقرہ کہا تو کفرِ بواح بھی گو آپ سے ممکن نہ تھا مگر آپ نے یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ صداقتِ ازلی سب چیزوں سے بڑی ہے یہ فقرہ کہہ دیا اس سے آپ کا یہ منشاء نہیں تھا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ آپ سے کفر بواح صادر ہو سکتا ہے بلکہ یہ منشاء تھا کہ میری حیثیت محض ایک خلیفہ کی ہے اور میرا کام اپنے رسول اور مطاع کی تعلیم کو صحیح رنگ میں دنیا میں قائم کرنا ہے۔ پس تم اس صداقتِ ازلی کو ہر چیز پر مقدم رکھو اور خواہ مَیں بھی اُس کے خلاف کہوں تم اصل تعلیم کو کبھی ترک نہ کرو۔

قرآن کریم سے بعض مثالیں اَب مَیں بتاتا ہوں کہ اس قسم کے الفاظ قرآن کریم میں بھی موجود ہیں۔ حضرت شعیبؑ فرماتے ہیں۔

وَمَا یَکُوْنُ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا (سورۃ الاعراف:90) جب کُفّار نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ آؤ اور ہم میں مل جاؤ تو حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ ہمارے لئے یہ بالکل ناممکن ہے کہ تمہارے مذہب میں شامل ہوں ہاں اگر خدا چاہے تو ہو سکتا ہے۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت شعیبؑ کو کافر کر دینا اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن تھا یا شعیبؑ کا کافر ہو جانا ممکن تھا۔ یقیناً اُن کا کافر ہونا ناممکن تھا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ مگر انہوں نے یہ کہا اور اس لئے کہا تا اللہ تعالیٰ کا مقام اور اُس کی عظمت لوگوں پر ظاہر ہو کہ گو میرا کافر ہونا ناممکن ہے مگر اس میں میرے نفس کی کوئی بڑائی نہیں بلکہ یہ مقام محض اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہؤا ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر یہ عصمت بھی نہ رہے۔

اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی کلمات نکلوائے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ۔ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (الزخرف:82) یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ! تو لوگوں سے کہہ دے کہ اگر خدا کا بیٹا ہو تو مَیں سب سے پہلے اُس کی پرستش اور عبادت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اب اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے بیٹے کا امکان موجود ہے بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ خدا کا بیٹا تو یقیناً کوئی نہیں لیکن اگر ہوتا تو میرے جیسا مطیع وفرمانبردار بندہ اُس کی ضرور عبادت کرتا۔

اِسی طرح حضرت ابوبکرؓ سے گو کُفر بواح کا صدور بالکل ناممکن تھا مگر آپ نے صداقتِ ازلی کی اہمیت لوگوں کو ذہن نشین کرانے کیلئے فرما دیا کہ اگر مَیں بھی اس کے مقابلہ میں آجاؤں تو میری پروا نہ کرنا۔

ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ایک واقعہ ہے۔ آپ کے زمانہ میں ایک شخص میاں نظام الدین نامی تھے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں تو تمام ہندوستان میں ایک شور مچ گیا، اُن دنوں حضرت خلیفہ اوّل جموں سے چند دنوں کی رخصت لے کر لاہور آئے ہوئے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی وہیں جا پہنچے اور انہوں نے آپ کو مباحثہ کا چیلنج دے دیا اور کہا کہ صرف حدیثوں سے اس مسئلہ پر بحث ہونی چاہئے۔ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے کہ حدیث حاکم نہیں بلکہ قرآن حاکم ہے۔ پس ہمیں اس معاملہ کا قرآن کریم کی آیات سے فیصلہ کرنا چاہئے۔ اس پر کئی دن بحث ہوتی رہی اور ایک دوسرے کی طرف سے اشتہارات بھی نکلتے رہے۔ میاں نظام الدین چونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھی دوست تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی گہرا تعلق رکھتے تھے اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس جھگڑے کو نپٹانا چاہئے۔ انہوں نے اپنے دل میں سمجھا کہ مرزا صاحب نیک آدمی ہیں وہ قرآن کریم کے خلاف تو کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ ضرور انہوں نے کوئی ایسی بات کہی ہوگی جسے مولوی محمد حسین بٹالوی سمجھے نہیں اور جوش میں آکر مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں ورنہ یہ ہو کس طرح سکتا ہے کہ قرآن سے حیاتِ مسیح ثابت ہو اور مرزا صاحب جیسا نیک اور متقی آدمی قرآن کے خلاف یہ دعویٰ کر دے کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ بڑے جوش سے قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے آپ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میرا یہی دعویٰ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر قرآن سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو کیا آپ اپنا یہ عقیدہ ترک کر دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں۔ اگر قرآن سے حیات مسیحؑ ثابت ہو جائے تو مَیں انہیں زندہ ماننے لگ جاؤں گا۔ اس پر وہ بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے مَیں پہلے ہی کہتا تھا کہ مرزا صاحب بڑے نیک آدمی ہیں وہ قرآن کے خلاف عمداً کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ انہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اور اگر اُسے رفع کر دیا جائے تو اُن سے حیاتِ مسیح کا منوا لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ چنانچہ کہنے لگے اچھا اگر مَیں ایسی سَو آیتیں نکال کر لے آؤں جن سے حیاتِ مسیح ثابت ہوتی ہو تو کیا آپ مان لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے سَو چھوڑ آپ ایک آیت ہی ایسی لے آئیں تو میرے لئے وہی کافی ہے۔ کہنے لگے اچھا سو نہ سہی پچاس تو ضرور لے آؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مَیں تو کہہ چکا ہوں کہ میرے لئے ایک آیت بھی کافی ہے سو یا پچاس کا سوال ہی نہیں۔ وہ کہنے لگے اچھا یہ بات ہے تو دس آیتیں تو مَیں ایسی ضرور نکال کر لے آؤں گا جن سے مسیحؑ کی حیات ثابت ہوتی ہو۔ چنانچہ وہ سیدھے لاہور پہنچے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے جا کر ملے۔ اس دوران میں چونکہ حضرت خلیفہ اوّل اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی بحث نے بہت طول پکڑ لیا تھا اس لئے تنگ آکر حضرت خلیفہ اوّل نے اتنا مان لیا کہ قرآن کے علاوہ بخاری سے بھی تائیدی رنگ میں حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی اس فتح پر بڑے خوش تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے بڑے زور شور سے لافیں مار رہے تھے کہ مَیں نے نورالدین کو ایسا رگیدا اور ایسی پٹخیاں دیں کہ آخر اُسے ماننا پڑا کہ قرآن کے علاوہ حدیثیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اِدھر وہ ڈینگیں مار رہے تھے اور اُدھر میاں نظام الدین صاحب اُن کے سر پر جا پہنچے اور کہنے لگے بس اس بحث مباحثہ کو ایک طرف رکھیں مَیں قادیان گیا تھا اور مَیں حضرت مرزا صاحب کو منوا آیا ہوں کہ اگر مَیں قرآن سے دس آیتیں ایسی نکال کر لے آؤں جن سے حیاتِ مسیحؑ ثابت ہوتی ہو تو وہ اپنے عقیدہ کو ترک کر دیں گے اس لئے آپ جلدی کریں اور مجھے قرآن سے ایسی دس آیات نکال کر دے دیں۔ مَیں ابھی اس جھگڑے کا فیصلہ کئے دیتا ہوں اور خود مرزا صاحب کی زبان سے یہ اقرار کروا لیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بڑے فخر سے کہہ رہے تھے کہ مَیں نے نورالدین کو ایسا رگیدا کہ وہ میرے مقابلہ میں شکست کھانے پر مجبور ہو گیا انہوں نے جب میاں نظام الدین صاحب کی یہ بات سنی تو

باقی صفحہ نمبر10پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ اُنہی کو تقویٰ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے جو خود بھی تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور تقویٰ کے حصول کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو بنایا ہے۔

رمضان آیا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی ہمیں بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں تقویٰ کے حصول کے لئے مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(حال ہی میں وفات پانے والی تین بزرگ خواتین محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس، محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری اور محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری سید محمد صاحب کا ذکر خیر)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 14/ستمبر 2007ء بمطابق 14/تبوک 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَيْکُمُ الصِّيَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ- (سورة البقرہ آیات 184تا 186)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

یہ ہے روزوں کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حکم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سال پھر ہمیں موقع دیا کہ اس نے ہماری روحانی ترقی کے لئے جو بہترین انتظام فرمایا ہوا ہے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ گنتی کے یہ چند دن، جو کل سے شروع ہوئے، ان میں سے گزر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اگر ہم نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے، اپنی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دلوانا ہے، اپنی دینی، اخلاقی اور روحانی حالت بہتر کرنی ہے تو ان دنوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے ہیں یہ روحانیت میں ترقی اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور دنیا میں پہلے بھی انبیاء کے ماننے والوں کی روحانی ترقی کے لئے، ان کے تزکیۂ نفس کے لئے، ان کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے یہ فرض کئے گئے تھے۔ پس یہ ایک اہم حکم ہے۔ اس کی پابندی ہی ہے جو ہمیں تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے والی بنائے گی۔ پہلے انبیاء کے ماننے والوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پایا اور اس کے فضلوں کے وارث ہوئے، جنہوں نے بے چون و چراں خدا تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی۔ جب بھی خدا تعالیٰ نے اپنے احکامات کسی نبی پر اتارے جب دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے اور اس کے احکامات سے حصہ لینے والے بنے جنہوں نے اُن بھیجے ہوؤں کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اس تعلیم پر عمل کیا اور اُن احکامات پر چلتے رہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر اتارے تھے اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھاتے رہے۔ جب انکاری ہوئے تو جہاں روحانی معیار گرے وہاں دنیاوی طور پر بھی شان و شوکت کھو بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جب انبیاء کے ماننے والوں کو تقویٰ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے تو یہ بھی فرماتا ہے کہ تم تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کر کے دنیا و آخرت کے انعامات سے حصہ لینے والے بنو گے، اُس کی جنتوں کے وارث بنو گے جیسا کہ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47) یعنی جو بھی اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اس کے مقام کو پہچانو کہ تمام قدرتوں کا وہی مالک ہے۔ اسی کا خوف سب سے زیادہ تمہارے دلوں پر ہونا چاہئے۔ پھر اس دنیا میں بھی اس کی جنتوں سے حصہ لو گے اور اُخروی زندگی میں بھی اُس کے انعامات اور جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔

پس ہر احمدی مسلمان کو تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے مقام کی پہچان ضروری ہے۔ اور یہ پہچان اس وقت ہو گی جب خالص اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرو گے اور اللہ تعالیٰ نے اُن احکامات میں سے ایک حکم رمضان میں روزوں کی پابندی کا ہمیں دیا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ایک ایسی کتاب کو ماننے والے ہیں جو کامل اور مکمل کتاب ہے۔ اُس کتاب کے ماننے والے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو کمال تک پہنچانے کا اعلان فرمایا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس شریعت کے ماننے والے ہیں جس کو تا قیامت قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس آخری شرعی نبی ﷺ کو ماننے والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء کہہ کر تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل بنا دیا ہے۔ پہلے رسول اپنی قوم کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن قوموں کی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکامات لاتے رہے۔ لیکن قرآن کریم تمام دنیا کی تمام قوموں اور تمام زمانوں کی اصلاح کے لئے احکامات لے کر آنحضرت ﷺ پہ نازل ہوا۔ تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے وہ احکامات لے کر آیا جو آج بھی تمام قوموں اور اِس زمانے کے لئے تازہ ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ چیزیں ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ احکامات جو اُترے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام اور احسان کیا، یہ ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں؟ یہ تقاضا کرتے ہیں کہ اِس آخری شرعی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں کے کمال کا ذکر فرمایا ہے ان کے حصول کی کوشش کریں۔ یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ وہ مجاہدہ کریں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

ﷺ نے ہمیں راستہ دکھایا ہے، ہمیں حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العکبوت:70) اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔ پس اللہ سے ملنے کے لئے مجاہدہ کرنا اور کوشش کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہی اپنے راستوں کی طرف آنے کی رہنمائی فرماتا ہے جو خالص ہو کر اس کی طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کو تقویٰ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے جو خود بھی تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کی طرف دوڑ کر آتا ہے جو کم از کم خود چل کر اس کی طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں اور تقویٰ کے حصول کے لئے ان کوششوں میں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوششوں میں، ایک بہت بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو بنایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے انعاموں کے حصول کے لئے جو حقیقی کوشش کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ اسے نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حدیث میں ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے مابین ستّر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب فضل الصوم فی سبیل اللہ)

یعنی موسم سرما اور گرما کے درمیان جتنا فرق ہے، اس سے ستّر گنا زیادہ فرق کر دیتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے کہ اس سے آگ اتنی دور کر دیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھنا ضروری ہے جیسا کہ اس نے حکم دیا۔ کسی قسم کا دنیاوی مقصد نہ ہو۔ خالص اُس کی رضا کا حصول مقصد ہو تو اللہ تعالیٰ مجاہدہ کرنے والے کو نہ صرف آگ سے بچاتا ہے بلکہ اپنی رضا کی جنتوں میں بھی داخل فرماتا ہے۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ کی طرف سعی کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا۔ اس کا سچا وعدہ ہے اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) خدائے تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جُویا ہوا‘‘ جس نے کوشش کی ’’وہ آخر منزل مقصود پر پہنچا۔ دنیوی امتحانوں کے لئے تیاریاں کرنے والے، راتوں کو دن بنا دینے والے طالب علموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھ کر رحم کھا سکتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ جس کا رحم اور فضل بے حد اور بے اَنت ہے اپنی طرف آنے والے کو ضائع کر دے گا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 161-162)

پس اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں ہمیں موقع دیا ہے، اس مہینے میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے داخل کیا ہے جس میں روزہ رکھنے والوں کے لئے، ان روزہ رکھنے والوں کے لئے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے روزہ رکھتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق روزے کی جزا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پر لے لی ہے۔

ایک اور جگہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ ڈھال بن جاتا ہے۔ بندے اور آگ کے درمیان روزہ ایک ڈھال بن جاتا ہے۔ روزہ اللہ کے بندے اور آگ کے درمیان ایک مضبوط قلعہ اور حصار بن جاتا ہے جس کی دیواروں سے پار ہو کر آگ کبھی اللہ تعالیٰ کے بندے کو جلا نہیں سکتی۔

یہ ایک حدیث قدسی ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے، اس حدیث کی تفصیل ایک اور جگہ بخاری میں اس طرح آئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور مَیں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ مَیں تو روزے دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، ﷺ، روزے دار کی منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیّب ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ (بخاری کتاب الصوم۔ باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ عزّ وجل کی خاطر رکھا جاتا ہے اور روزہ رکھنے والے کا اجر صرف اللہ عزّ وجل کو ہی معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ جو نیکیاں کرنے والے ہیں اور جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں ان کو مَیں سات سو گنا تک اجر دیتا ہوں اور اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہوں۔ تو روزوں کا اجر اس بیان کردہ حد سے بڑھ جانے والا ہے۔ کتنا بڑھتا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو پتہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کی صفات لامحدود ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی جزا بھی لامحدود ہے۔ پس یہ انسانی تصور سے ہی باہر ہے کہ کتنا اجر ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ہی پتہ ہے۔ لیکن بعض حدود اللہ تعالیٰ نے روزہ کے ساتھ لگا دی ہیں کہ اس لامحدود اجر پانے کے لئے تمہیں اپنی حدوں میں بھی قائم رہنا ہوگا، ان احکامات کی تعمیل کرنی ہوگی۔ صرف فاقہ نہیں کرنا بلکہ کچھ مجاہدے کرنے ہوں گے، برائیوں کو چھوڑنا ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا۔ ہر قسم کے نفسانی اور شہوانی جذبات سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی بلکہ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض جائز باتوں کو بھی خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑنا ہوگا۔ جب یہ حالت ہوگی تو وہ روزہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہوگا۔ یہ برائیاں چھوڑنا ہی ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا۔ لیکن یہ وقتی چھوڑنا نہیں ہے، ان برائیوں سے وقتی طور پر کنارہ کشی اختیار نہیں کرنی بلکہ مستقلاً یہ عادت ڈالنی ہوگی۔ جب یہ حالت ہوگی تو وہ روزہ پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو انسان کی پاتال تک کی خبر ہے وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بندے کے کسی بھی فعل کے پیچھے اس کی کیا نیت ہے۔ وہ ذات جو حاضر اور غائب کا علم رکھتی ہے اگر اس کی صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر روزہ دار روزہ رکھتا ہے اور مجاہدہ کرتا ہے تو پھر وہ روزہ اس کے لئے جزا بن جائے گا۔ جو روزہ اس نیت سے رکھا جائے گا کہ آج مَیں ان نفسانی اور شہوانی باتوں سے دور جا رہا ہوں، ان کو ترک کر رہا ہوں تو صرف رمضان کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے، تب ہی وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوگا، خدا کی خاطر رکھا جانے والا کہلا سکے گا۔ کسی گالی کے جواب میں جب وہ یہ کہتا ہے کہ مَیں روزہ دار ہوں، تمہاری لغویات کا جواب نہیں دے سکتا تو یہ مطلب نہیں کہ روزہ کھول لوں پھر جواب دے دوں گا، پھر تمہیں دیکھ لوں گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ پھر میں تمہیں دیکھ لوں گا کہ تم میرے سے زیادہ طاقتور ہو یا نہیں، ابھی فی الحال مَیں جھگڑا نہیں کر سکتا، مَیں روزہ دار ہوں۔ نہیں بلکہ روزہ ایک ٹریننگ کیمپ (Training Camp) ہے جس میں ان برائیوں کے چھوڑنے کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے اور یہی ایک مجاہدہ ہے جو روزہ دار نے کرنا ہے۔ خدا کی طرف بڑھنے کے صحیح قدم اسی وقت اٹھا سکیں گے جب ایک انسان مستقل مزاجی سے اپنے اوپر اِن برائیوں کو چھوڑنے کا عمل جاری رکھے گا۔ تبھی وہ آخری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جب وہ اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ کیا صرف 30 دن کی جو نیکیاں ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے وہ مقام عطا فرمائے گا جو اس کی رضا کا مقام ہے اور بندہ خوش ہوگا؟ نہیں، بلکہ اس لئے خوش ہوگا کہ ایک رمضان کے روزوں نے میرے اندر برائیاں ختم کیں۔ میری نفسانی اور شہوانی حالتوں کو دُور کرنے کی کوشش کی وجہ سے، میری استغفار کی وجہ سے، میری اس کوشش کی وجہ سے کہ مَیں اللہ کی خاطر برائیوں کو ترک کرنے والا بنوں اللہ تعالیٰ نے مجھے برائیوں سے دور کیا۔ اور زندگی کا ہر رمضان جو اس کوشش کی نیت سے آئے گا اور سال کا ہر مہینہ جو اس رمضان میں حاصل کردہ نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے گزرے گا، سال کا ہر دن اِن تیس دنوں کی ٹریننگ کی وجہ سے برائیوں سے دور کرتے ہوئے گزرے گا تو آخر کو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا اور وہ مقام ہوگا جہاں بندہ خوش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے میری برائیوں کو رمضان کی برکتوں کی وجہ سے مجھ سے دُور کیا اور مجھے رمضان کی وجہ سے میری نیکیوں اور تقویٰ میں ترقی کا موقع عطا فرمایا۔ مَیں نے خالص ہو کر اس کی خاطر روزے رکھے اور ان روزوں کے مجاہدے سے اپنے اعمال کی اصلاح کی کوشش کی، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کئے اور آج مَیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن رہا ہوں۔

پس رمضان آیا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی ہمیں بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ ایک طالب علم کی طرح جو امتحان کی تیاری کے لئے محنت کرتے ہوئے راتوں کو دن کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم بھی اپنی راتوں کو ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی خاطر گزارنے کی کوشش کریں گے تو وہ رحیم و کریم خدا، وہ مستجاب الدعوات خدا اپنے وعدے کے مطابق ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر ڈالے گا۔ ہمیں ان راستوں کی طرف لائے گا جو اس کی رضا کے راستے ہیں۔ ہمیں ان انعامات سے نوازے گا جن سے وہ اپنے خاص بندوں کو نوازتا ہے۔ ہمارے تقویٰ کے معیاروں کو وہاں تک لے جائے گا جہاں اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ نے روزہ کو ڈھال بنایا ہے تو اس ڈھال کا استعمال بھی آنا چاہئے۔ اگر ڈھال صحیح طرح اپنے سامنے نہ رکھی جائے، اگر اُس کو مضبوطی سے نہ پکڑا جائے تو حملہ آور کا ایک ہی وار اس کو ہوا میں

اڑا دیتا ہے اور ڈھال، ڈھال کا کام نہیں دے سکتی۔ پس شیطان جو سب حملہ آوروں سے زیادہ خطرناک حملہ آور ہے اس کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ترقی کرنے، اپنی راتوں کو زندہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مضبوط پکڑنے سے ہی روزے کی اس ڈھال سے ایک مومن صحیح فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ ٹریننگ کے دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں میسر فرمائے۔ جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے روزہ تبھی قلعہ کا کردار ادا کرے گا جب قلعہ کے ہر دروازے پر اپنی عبادتوں اور اعمال کے پہرے بٹھائے جائیں گے۔ پھر یہ پہرے اور مضبوط قلعہ کی دیواریں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کھڑی کی ہیں، جہنم کی آگ سے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہر ایک مومن بندے کو بچائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور تقویٰ پر قدم مارنا ہی ایک مومن بندے کی زندگی میں انقلاب لاتے ہوئے، ایک مومن بندے کو اس دنیا کی نعماء سے بھی بہرہ ور کرے گا اور آخرت میں بھی۔ پس ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس مہیا کردہ انتظام سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق یہ دن گزارتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کریں۔

آنحضرت ﷺ سے پہلے جو نبی آئے، پہلوں کی جو تعلیم تھی وہ تو عارضی زمانے کے لئے تھی، ختم ہو گئی۔ وہ تعلیم تو عارضی تقویٰ عطا کرنے کے لئے تھی اور تعلیم کے ختم ہونے کے ساتھ ہی اس میں وہ تازگی نہیں رہی، تقویٰ نہیں رہا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسلام کی تعلیم تو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ قرآن کریم کے احکامات تو ہمیشہ کے لئے قائم ہیں۔ دوسرے مذاہب کے روزوں میں تو نفسانی خواہشات داخل ہوگئی ہیں۔ ہماری تو تعلیم بھی زندہ ہے اور احکامات بھی اصل حالت میں قائم ہیں۔ پس ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو زندہ رکھنے کے لئے ہمیشہ جدوجہد کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں تقویٰ کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جو بلند سے بلند مقام حاصل کرنے کے لئے راستے دکھائے ہوئے ہیں، انہیں حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ سیڑھیاں بھی مہیا فرمائی ہوئی ہیں جن پر ہم نے چڑھنا ہے۔ جس کی بلندی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنی استعدادوں کے مطابق اُن بلندیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک کے بعد دوسرا قدم بڑھاتے ہوئے اوپر چلتے چلے جانا چاہئے۔ اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیرِ اُمّت بنا کر عبادتوں کی بلندیوں کے راستے بھی دکھا دیئے ہیں اور اعمال صالحہ کی بلندیوں کے راستے بھی دکھا دیئے ہیں۔ پس ہم خیرِ اُمّت تبھی کہلا سکیں گے جب یہ معیار حاصل کرنے والے ہوں گے۔ ایک کے بعد دوسرا معیار حاصل کرنے کی سعی کرتے چلے جائیں گے، کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ پس اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کئے گئے یہ اعمال ہی ہیں جو تقویٰ کہلاتے ہیں، جس کے حصول کے لئے رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں تقویٰ کے حصول کے لئے مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔......روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے“۔

(الحکم جلد11 نمبر2 مورخہ 17/ جنوری 1907ء صفحہ9)

پس یہ ہے روزہ دار کا مقصد جس سے اللہ کا قرب اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ پھر بڑھ کر اپنی آغوش میں لے لیتا ہے، اسے اپنی معرفت عطا فرماتا ہے، اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں وہ ان پر ہدایت اور معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں“۔ فرمایا کہ: ”ہم میں سے ہو کر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بنا پر خدا جوئی اپنا مقصد رکھ کر“۔ (الحکم جلد 8 نمبر18 مورخہ 31/ مئی 1904ء صفحہ2) یعنی ان کا مقصد خدا تعالیٰ کی تلاش ہوتا ہے وہ لوگ ہیں جو صحیح کوشش کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ خدا کی رضا کا حصول اپنا مقصد بناتے ہوئے اس رمضان میں سے گزریں اور ہمارے روزے خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں۔ خدا کی معرفت بھی ہمیں حاصل ہو جو مستقل ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے اور ہمیں ہر آن تقویٰ میں بڑھانے والی رہے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا۔

اس وقت میں چند مرحومین جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی، گو ان کے جنازے ہو گئے ہیں لیکن ان کے لئے اور ان کی اولادوں کے لئے بھی ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، ان کا بزرگوں سے تعلق ہے۔

ایک تو ہیں محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ۔ یہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ 94 سال کی عمر میں 5 ستمبر 2007ء کو ان کی وفات امریکہ میں ہوئی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی خواجہ عبید اللہ صاحب کی بیٹی تھیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہی ان کا رشتہ حضرت شمس صاحب سے کروایا تھا۔ 1932ء میں ان کا نکاح ہوا تھا۔ ان کی قربانیوں کی مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1956ء کے لجنہ کے اجتماع کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہمارے ایک مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں۔ وہ شادی کے تھوڑے عرصے بعد یورپ گئے، یورپ میں تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے۔ ان کے واقعات سن کر بھی انسان کو رقّت آتی ہے۔ ایک دن ان کا بیٹا گھر آیا اور اپنی والدہ سے کہنے لگا کہ اماں، ابا کسے کہتے ہیں۔ سکول میں سارے بچے ابا ابا کہتے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں کہ ہمارا ابا کہاں گیا ہے۔ کیونکہ وہ بچے ابھی تک تین تین، چار چار سال کے تھے کہ شمس صاحب تبلیغ کے لئے لندن چلے گئے۔ یہاں لندن میں تبلیغ کے لئے رہے ہیں اور جب واپس آئے تو بچے 17-18 سال کے ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے بڑی قربانی سے بچوں کو پالا اور بغیر شکوہ لائے پیچھے علیحدہ رہیں۔ اس وقت حالات ایسے تھے مبلغین کی فیملیاں ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔ اس زمانے میں مبلغین اور ان کی بیویوں نے بھی بڑی قربانی دی ہوئی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بڑی نیک خاتون تھیں۔ منیر الدین صاحب شمس کی والدہ تھیں جو ہمارے وکیل التصنیف ہیں اور ان کے علاوہ بھی چار بیٹے ہیں۔

دوسری خاتون سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری ہیں۔ ان کی بھی عمر تقریباً 95 سال تھی۔ 6 ستمبر 2007ء کو وفات ہوئی۔ جنازہ ان کا ہو گیا ہے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا رشتہ بھی حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہنے پر مولانا ابو العطاء صاحب سے تجویز کیا تھا اور خود ہی نکاح پڑھایا تھا۔ آپ بھی بڑی نیک عبادت گزار تھیں۔ مولانا عطاء المجیب صاحب راشد جو ہمارے امام مسجد ہیں ان کی والدہ تھیں۔ ان دونوں بزرگوں کا خلافت سے بھی بڑا گہرا تعلق تھا۔ یہ یہاں لندن میں رہتی تھیں اور مجھے ملتی بھی رہتی تھیں۔ ایک عجیب پیار، وفا اور اخلاص کا تعلق ان کی آنکھوں سے جھلکتا تھا۔ آپ 1/8 کی موصیہ تھیں۔

تیسری خاتون ناصرہ بیگم صاحبہ ہیں جو چوہدری سید محمد صاحب کی اہلیہ تھیں، ان کی 84 سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ یہ بھی ایک صحابی کی بیٹی تھیں جو موضع ونجواں ضلع گورداسپور میں رہتے تھے۔ ان کا نام چوہدری فقیر محمد صاحب تھا۔ اسے ایک تو ہمارے مبلغ امریکہ ہیں داؤد حنیف صاحب۔ دوسرے ان کے بیٹے یہاں ہیں منور صاحب جو جماعت کے سیکرٹری امور عامہ ہیں۔

یہ سب خواتین بڑی نیک، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی، دعا گو بزرگ تھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولادوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت ۔لندن)

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 16

in Medical Science)، مکرم افتخار احمد شیخ صاحب (Appren- ticship in Mechatronics)، مکرم امیر رئیس زیروی صاحب (BSc in Applied Computer Science)، مکرم عاصم خان صاحب (Masters in Electrical Engineering)، مکرم انیس احمد صاحب (Masters in Business Economics)، مکرم ندیم احمد صاحب (Masters in Commercial Science)، مکرم شیراز احمد خان صاحب (Masters in Electrical & Information Technology)، مکرم فرحان خان صاحب (Master in Architecture)، مکرم وسیم احمد مرزا صاحب (Masters in Computational Mechanics)، مکرم منصور احمد صاحب (Masters in Economics)، مکرم طاہر احمد غالب صاحب (Masters in Internet Economics)، مکرم ناصر احمد صاحب (Masters in Computer Science)، مکرم آصف یوسف صاحب (Masters in Business Economics)، مکرم افضل محمود صاحب (Masters in Medical Engineering)، مکرم فاخر عزیز رانا صاحب (Professional Graduation in Medical Science)، مکرم فضل احمد صاحب (Law)، مکرم فصیح الدین صاحب (Law)، مکرم قدرت اللہ صاحب (Masters in Software Technology)، مکرم مبارک احمد صاحب (Bachelor in Software Technology)، مکرم عبدالرحمٰن رضا صاحب (Masters in Civil Engineering)، مکرم صبیح الدین صاحب (Law) Assessor، مکرم وسیم غفار صاحب (Masters in Computer Science)، مکرم اعزاز احمد صاحب (A Level)، مکرم وجاہت احمد وڑائچ صاحب ((A Level)، مکرم یزدان مخدوم صاحب (A Level)، مکرم عطاء الٰہی اسلم صاحب (A Level)، مکرم انیق احمد سلیمان صاحب (A Level)، مکرم احمد فراز احمد صاحب (A Level)، مکرم اویس اکبر باجوہ صاحب (A Level) اور مکرم عتیق بشیر صاحب (O Level)۔

خلاصہ اختتامی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد آیت اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (المومن: 52) کی تلاوت فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے دعویٰ پر مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے جو طوفان بدتمیزی اٹھایا اس کا ذکر فرمایا۔ حضور نے آج کل کے مخالفین کو واشگاف الفظ میں تنبیہ کی کہ اس وقت دنیا قدرتی آفات کے رنگ میں خدائی قہر کے جو نظارے دیکھ رہی ہے یہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے تائیدی نشانات کے سلسلے ہیں اور زمانہ آ رہا ہے کہ اگر دنیا اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو پہلے سے زیادہ مورد غضب الٰہی ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی حالت کو دیکھ کر اور دنیا کو معصیت اور گمراہی میں مبتلا پا کر زمانہ کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تب آپؑ نے حکم الٰہی کی پابندی کرتے ہوئے بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ اطلاع دی کہ اس صدی کے لئے جو آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ تا کہ ایمان جو آسمان پر اٹھ گیا ہے اسے دوبارہ قائم کروں اور اسی کی کشش سے دنیا کی اصلاح کی طرف کھینچوں اور اعتقادی و عملی غلطیوں کو دور کروں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ فرمایا تو مخالفین کی ایک ہی رٹ تھی کہ یہ کافر ہے، اس کی جماعت کو ختم کردو اور اس کے ماننے والوں کو ختم کردو اور حضور علیہ السلام کو تنگ کرنے کی کارروائیاں اس حد تک ہوگئیں کہ آپؑ نے بڑے افسوس سے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے نفسانی مولویو! اے خشک زاہدو! تم آسمانی راہ کھولنا چاہتے ہی نہیں۔ فرمایا کہ تاریخ شاہد ہے، ماضی کی، سو سال پہلے کی بھی، بعد کی بھی اور اس دور کی تاریخ بھی کہ ان بدقسمت لوگوں کو ماننے کی توفیق نہ ملی۔ حضور انور نے اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرشوکت اور پُرجلال اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

فرمایا کہ اے مولویو! تمہارے ہم خیال سربراہوں نے جماعت کو ختم کرنے کا قانون پاس کیا۔ اس وقت جماعت شاید 75 ممالک میں تھی اور آج دنیا کے 189 ممالک میں بسنے والے احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔ کچھ تو سوچو، کچھ تو غور کرو، اے حکومت چلانے والو! اے سیاست چمکانے والو! اے سیاست دانو! اس الٰہی سلسلہ کے خلاف مخالفت کی دیواریں نہ اٹھاؤ جس کی حفاظت کی ضمانت خدا تعالیٰ نے دی ہوئی ہے۔ زبان درازی نہ کرو۔ اپنے پہلوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ ابھی بھی وقت ہے۔ آسمانی آفات کو دیکھ کر سوچو اور پھر سوچو۔ حضور نے پاکستان، ہندوستان، سری لنکا، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور عرب کے ممالک کے بسنے والے مسلمانوں کو بطور خاص مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آؤ مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں گاڑنے کے لئے مدد کرو۔ اے مسلمانو! نفس پرستی اور دنیا پرستی چھوڑ دو۔ تمہاری بقا اور تمہاری عزت اسی میں ہے۔ حضور انور نے افریقہ کے سعید فطرت علماء کا بھی ذکر فرمایا جن کی فراست خشک زاہدوں اور مولویوں سے زیادہ ہے اور وہ قرآن اور حدیث کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ حضور نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ زمانہ آ رہا ہے۔ یاد رکھیں وارننگ ہے دنیا کو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید کے لئے جیسے پہلے نشان ظاہر فرمائے اب پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرمائے گا۔ حضور نے دعا کی تحریک کی کہ دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ مسلمانوں کو تباہ ہونے سے بچائے۔ آج دنیا کی کایا ہماری دعاؤں سے ہی پلٹنی ہے۔ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ فرمایا کہ آج بھی وہی زمانہ چل رہا ہے کہ احمدیت نے دنیا پر غلبہ پانا ہے۔ اس لئے نشانات کا سلسلہ بھی چلنا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہر احمدی بھی ایمان میں مضبوط ہو۔ ایمان لانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کے وعدے اس شرط کے ساتھ ہیں کہ ایمان کی حقیقت کو سمجھیں۔ جماعت کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر لحہ اور ہر موڑ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی حفاظت فرمائی ہے اور اس کی تائیدات میں نشان ظاہر فرمائے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ فتح اور کامرانی جماعت کا مقدر ہیں اور مخالفین کی ہر سازش ناکام و نامراد ہوگی۔ دشمن آج ایک ملک میں جماعت کو تنگ کر کے خوش ہے۔ مکہ اور مدینہ اور حج کے راستے ہم پر بند کئے ہوئے ہیں۔ فرمایا جو سربراہ اور بادشاہ ہیں یاد رکھیں انہیں اللہ کی مرضی کے تابع اپنی گردنیں جھکانی ہوں گی۔ دشمن جتنا چاہے زور لگا لے کوئی طاقت اب اسلام کے غلبہ کو نہیں روک سکتی۔ پس ملامتیں پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین پر پڑتی رہی ہیں اور آئندہ بھی مخالفین پر ہی پڑتی رہیں گی۔ فرمایا بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اے وہ تمام لوگو جو مخالفت میں حدیں پھلانگ رہے ہو، زمینی اور آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کو چھوڑ دو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں سویڈن کے اخبار میں کارٹونوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی بے حرمتی کئے جانے پر بھی افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اہل مغرب کو بھی جہاں آزادی کے نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر گند اچھالا جا رہا ہے، کو تنبیہ کی کہ خدا کی غیرت کو نہ للکارو۔ خدا اگر غضب میں دھیما ہے تو اس کو اس کی کمزوری نہ سمجھو۔ وہ اگر رحیم ہے تو وہ قہار بھی ہے اور جبّار بھی۔

حضور انور نے قدرت ثانیہ (خلافت) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے قیامت تک جاری رہنا ہے۔ یہ خوشخبری ہے اور اسلام کا جھنڈا لہرانے کا کام بھی جماعت نے کرنا ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ مَیں نے آج سے تین سال پہلے وصیت کے بارہ میں بیان کیا تھا کہ نظام خلافت کا وصیت کے نظام سے گہرا تعلق ہے اور جماعت کو تحریک کی تھی کہ چندہ دہندگان کی نصف تعداد کو خلافت جوبلی سے پہلے نظام وصیت میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ حضور نے اعلان فرمایا کہ جرمنی کی رپورٹ کے مطابق جماعت جرمنی نے یہ ٹارگٹ پورا کرلیا ہے۔ اور فرمایا کہ اے جرمنی میں رہنے والے مسیح موعودؑ کے غلامو! تم نے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہا۔ آج اسلام کے پیغام کو بھی اپنے ملک میں پھیلا دیں۔

جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر حضور انور کا پیغام

حضور انور نے اپنے خطاب کے تسلسل میں فرمایا کہ آج جماعت احمدیہ امریکہ کا بھی جلسہ ہو رہا ہے۔ ان کے لئے اور ساری دنیا کے لئے بھی میرا یہی پیغام ہے۔ لیکن چونکہ خاص طور پر ان کا جلسہ ہو رہا ہے۔ اس لئے امریکہ کو میرا یہ پیغام ہے کہ اے امریکہ کے احمدیو! بالخصوص افریقن امریکن احمدیو! آپ اپنے ایمان اور اخلاص میں بڑھ رہے ہو۔ آپ میں سے چند ایک جلسہ سالانہ یوکے پر بھی آئے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ ان کے چہروں پر سکون تھا۔ آنکھوں اور چہروں سے جو ایمان اور اخلاص نظر آ رہا تھا اسے دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے آباء و اجداد غلام بنا کر وہاں لائے گئے تھے اور کہا جاتا ہے کہ اب آپ کو اس ملک میں آزادی مل گئی ہے۔ مگر اصل میں حقیقی آزادی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہی ہے۔ پس اپنے ہم قوم سفید امریکن اور دوسری قوموں کے لوگوں کو بھی آزاد کروائیں اور بتائیں کہ آپ کو آزادی مل گئی ہے لیکن ابھی بہت سی بندشیں ہیں۔ فحاشی کے طوق گلے میں ہیں اور پاؤں میں عیاشی کی زنجیریں ہیں۔ ان کو احمدیت کا پیغام پہنچا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لائیں۔ تبھی آپ حقیقی آزادی دلانے اور پانے والے ہوں گے۔ پس اس فرض کو سمجھیں۔

آخر پر حضور انور نے پاکستان کے احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ نفس پرست مولویوں اور خشک زاہدوں سے پاکستان کی جان چھڑائے تا کہ لوگ حقیقت کو پہچاننے لگیں۔

خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام حاضرینِ جلسہ فرط جذبات میں کھڑے ہوگئے اور نہایت ہی پُرجوش نعرے لگانے لگے۔ افریقہ سے آئے ہوئے مہمانوں نے اپنے مخصوص اور مسحور کن انداز میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا ورد شروع کردیا جس کے ساتھ تمام حاضرین جلسہ بھی شامل ہوگئے۔ یہ ایک نہایت ہی روح پرور نظارہ تھا۔ حضور انور کچھ دیر اپنے عشاق کے درمیان میں موجود رہے اور پھر الوداعی سلام کہہ کر زنانہ جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب حضور نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو تمام حاضرین جلسہ نے یک زبان ہو کر اپنے ہاتھ اٹھا کر حضور انور کے سلام کا جواب دیا۔ یہ بھی نظارہ قابل دید تھا۔

جلسہ گاہ لجنہ میں حضور انور کی آمد پر لجنہ نے بھی مختلف زبانوں میں ترانے اور نغمے گائے جس سے سارے ماحول میں ایک وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ کچھ دیر وہاں قیام کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

جرمن لجنہ، نومبایعات اور زیر تبلیغ سے میٹنگ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ چند منٹ رہائشگاہ پر رکنے کے بعد اپنی بیگم حضرت سیدہ امتہ السبوح صاحبہ کے ساتھ اس مارکی میں تشریف لے گئے جہاں جرمن لجنہ، نومبایعات اور زیر تبلیغ خواتین سے میٹنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے پہلے گزشتہ ایک سال کے دوران بیعت کرنے والی خواتین سے تعارف حاصل کیا۔ ایک نواحمدی جرمن لڑکی سے جس نے صحیح طریق سے نقاب لیا ہوا تھا حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہ نقاب لینا کہاں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے سیکھا ہے؟ اس طرح نقاب لینا، پردہ کرنا اب آپ نے پاکستانیوں کو سکھانا ہے کیونکہ وہ اپنا پردہ چھوڑ رہی ہیں اور آپ اپنا رہی ہیں۔ ایک اور نو احمدی لڑکی جس نے تین ہفتہ پہلے بیعت کی تھی اس سے بھی حضور انور نے تعارف حاصل کیا اور اس کے احمدی ہونے کے تعلق میں تفصیل پوچھی۔ حضور انور نے جرمن خواتین سے پوچھا کہ کتنی خواتین کے خاوند پاکستانی ہیں؟ بہت سوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔ حضور نے مزید پوچھا کہ کیا آپ کے خاوند اسلام اور جماعت کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں؟ نمازوں کے پابند ہیں؟ اگر نہیں تو آپ نے ان کو اب دین کی طرف لے کر آنا ہے۔ ایک جرمن خاتون نے بتایا کہ میرے تین بچے ہیں اور تینوں وقف ہیں۔ مَیں ان کی کس رنگ میں تربیت کروں اور ان کو کیا پیشہ اختیار کرنا چاہئے۔ حضور انور نے ان کی رہنمائی فرمائی۔

بیعت

دوران میٹنگ ایک جرمن لڑکی نے حضور انور سے بیعت کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں ایسا کرتا تو نہیں ہوں لیکن چونکہ میری بیگم یہاں موجود ہیں تو مَیں یہ بات مان لیتا ہوں۔ مگر اس کو روایت نہ بنانا اور آئندہ سال ضروری نہیں کہ اس کی امید رکھیں۔ حضور انور کے ہاتھ پر حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ نے ہاتھ رکھا اور باقی نومبایعات نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت بڑی جذباتی اور روحانی کیفیت تھی۔ سب کے آنسو جاری تھے۔ بیعت کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ بچوں کو چاکلیٹ، طالبات کو قلم اور خواتین کو انگوٹھیاں بطور تبرک عطا فرمائیں (نوٹ: اس پروگرام کی رپورٹ کے لئے مکرمہ سعدیہ گدت صاحبہ نیشنل صدر لجنہ جرمنی سے درخواست کی گئی تھی لہذا اس پروگرام کی رپورٹ مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ سیکرٹری نومبایعات جرمنی کی مہیا کردہ ہے۔)

آٹھ بجے شام بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری نے اس دوران جمع ہونے والی ڈاک روانگی سے قبل حضور کی گاڑی میں رکھوائی۔ حضور انور نے اپنی گاڑی میں سوار ہونے سے پہلے دعا کروائی اور قافلہ روانہ ہوا۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے انتظار میں لوگوں کا ہجوم سڑک کے دونوں اطراف ابھی بھی موجود تھا۔

آج جلسہ سالانہ جرمنی کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں کل حاضری 26431 رہی۔ جس میں 28 ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی۔ جلسہ کے تینوں دن کی کارروائی براہ راست MTA پر ساری دنیا میں نشر ہوتی رہی۔ لندن سے آئے ہوئے MTA انٹرنیشنل کے تین کارکنان مکرم محمد منیر صاحب عودہ، مکرم خالد کرامت صاحب اور مکرم فائز نوشیروان احمد صاحب پر مشتمل ٹیم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احسن طریق پر Live Transmission کے انتظامات کرنے کی توفیق پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطابات کا دس زبانوں میں رواں ترجمہ کا بھی انتظام تھا۔ جن مترجمین کو حضور انور کے خطابات کے ترجمہ کی توفیق ملی ان کے نام درج ذیل ہیں:
(1) انگریزی: مکرم خلیل احمد ملک صاحب آف لندن۔
(2) عربی: مکرم محمد طاہر ندیم صاحب مبلغ سلسلہ لندن۔
(3) جرمن: مکرم حبیب اللہ طارق صاحب، مکرم نوید حمید صاحب اور مکرم داؤد مجوکہ صاحب۔ (4) ترکی: مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب اور مکرم محمد احمد راشد صاحب۔ (5) بلغارین: مکرم طاہر احمد صاحب اور مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغین بلغاریہ۔ (6) البانین: مکرم صمد احمد غوری صاحب۔ مبلغ سلسلہ البانیہ اور مکرم موسیٰ رستمی صاحب صدر جماعت کوسووو۔ (7) بوسنین: مکرم وسیم احمد سروعہ صاحب مبلغ سلسلہ بوسنیا۔ (8) فارسی: مکرم ملک نعیم احمد صاحب۔ (9) بنگلہ: مکرم فیروز عالم صاحب انچارج بنگلہ ڈیسک لندن۔ (10) فرانسیسی: مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ بلجیم۔

بیت السبوح پہنچنے پر 9:15 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

03/ستمبر 2007ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر 5:30 منٹ پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

ملاقاتیں

گیارہ بجے حضور انور ملاقاتوں کے لئے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پہلا دور شروع ہوا جو نماز ظہر و عصر تک جاری رہا۔ اس دوران پاکستان، ملائشیا، ہندوستان، ناروے، یونان، سویڈن، ڈنمارک، بلغاریہ اور جرمنی کے 52 خاندانوں کے 212 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

بلغارین وفد سے ملاقات

بلغاریہ سے آئے ہوئے چالیس افراد پر مشتمل وفد نے (جن میں 13 زیر تبلیغ افراد شامل تھے) حضور انور نے تفصیلی ملاقات کی۔ مکرم محمد اشرف صاحب ضیاء مبلغ بلغاریہ نے ترجمانی کے فرائض ادا کئے۔ حضور انور نے وفد کے ممبران سے خیریت دریافت فرمائی، تعارف حاصل کیا اور جلسہ سالانہ کے بارہ میں پوچھا کہ جلسہ کیسا لگا؟ فرمایا کہ اٹارنی جنرل صاحب نے تو اپنے تاثرات بیان کردئے تھے۔ مکرم پروفیسر Teofanov صاحب سے حضور انور نے پوچھا کہ آپ بتائیں۔ جس پر انہوں نے جلسہ سالانہ میں شمولیت پر اپنے خوشکن جذبات کا اظہار کیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ کل اٹارنی جنرل صاحب نے فرمایا تھا کہ مذہب کی سب کو آزادی ہے لیکن بلغاریہ میں تو ہمارے خلاف ایک فضا بنی ہوئی ہے۔ ایسے شرفاء ہی ہیں جو کوشش کر کے امن کی فضا قائم کرسکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اپنی سوسائٹی میں اپنے ہم خیال لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں گے۔

فرمایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ جو ساری دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کررہی ہے اسے میڈیا اور اخباروں کے ذریعہ آپ لوگوں تک پہنچائیں اور ان کو سمجھائیں کہ اس وقت دنیا میں بڑی مشکلات پیدا ہوئی ہوئی ہیں جماعت احمدیہ ہی ہے جو امن قائم کرنے والی ہے اس بات کو عام کریں۔

فرمایا: جب کوئی احمدی ہوتا ہے تو اس میں ایک نیک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس تبدیلی کی وجہ سے اللہ سے تعلق پیدا ہوا ہے تو پھر اس کا فرض بنتا ہے کہ اس تعلق کا اظہار معاشرے میں امن قائم کرنے کی کوشش کرکے کرے۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے حضور انور کا بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہاں سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ تو آپ سب نے دیکھ لیا ہوگا کہ جلسہ باوجود اپنے بڑے مجمع کے کتنا پُرامن تھا۔ یہ دکھاوا نہیں۔ یہ احمدیوں کا کردار ہے۔ یہ ڈسپلن ہے جو آپ کو یوکے، امریکہ، انڈونیشیا، ہندوستان اور افریقہ کے جلسوں میں بھی نظر آئے گا اور یہی ہماری تعلیم ہے۔ ایسا امن اور ڈسپلن پیدا کرنے والوں کو یہ کہنا کہ یہ فساد کریں گے بہت بڑا ظلم اور الزام ہے۔

حضور انور نے مکرم پروفیسر Teofanov سے دریافت فرمایا آپ کیا کرتے ہیں اور کتنی زبانیں جانتے ہیں۔ جس پر مبلغ سلسلہ بلغاریہ نے بتایا کہ انہوں نے بلغارین زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مَیں دوسری مرتبہ جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ سات سال پہلے لندن کے جلسہ میں شامل ہوا تھا۔ مَیں خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے بھی مل چکا ہوں۔ مَیں انہیں اپنے باپ کی طرح سمجھتا ہوں۔ میری فیملی بھی انہیں مل چکی ہے۔ میرے نزدیک جماعت احمدیہ امن قائم کرنے کی ایک عظیم مثال ہے۔ بلغاریہ میں احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ جیسے پڑھے لکھے طبقے کو اس میں کردار ادا کرنا چاہئے تا کہ لوگوں کے ذہنوں میں تبدیلی پیدا ہو۔ عام طور پر تو بلغارین روشن دماغ ہیں۔ آگے جا کر یہ روکیں دور ہوجائیں گی۔ فساد پیدا کرنے والے تو چند لوگ ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ ان سے ڈر کر خاموش ہو جاتے ہیں مگر عمومی طور پر بلغارین قوم ایسے خیالات کو رد کرنے والی ہے۔

فرمایا: جو پہلی مرتبہ شامل ہورہے ہیں ان کے جلسہ کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ مکرمہ Bikova صاحبہ نے فرمایا کہ بہت زبردست اور حیران کن انتظام ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہی انتظام اور اللہ سے تعلق ہی ہے جو امن کی فضا اور ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات پیدا کرتا ہے۔ مکرم Mario صاحب نے کہا کہ بلغاریہ میں مسائل عیسائیوں کی طرف سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی طرف سے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب مجھے علم ہوا تو مَیں بھی حیران تھا کہ بلغارین قوم کو کیا ہوگیا ہے؟ کیونکہ مَیں جن بلغارین کو مل چکا تھا ان کے چہروں سے ایسا نہیں لگتا تھا کہ وہ ایسا کریں گے۔

مکرم Mario صاحب نے حضور سے درخواست کی کہ اگر حضور بلغارین مفتی سے مل لیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر فرمایا کہ اگر آپ انہیں تیار کرلیں تو مَیں ملاقات کے لئے تیار ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اصل میں جو مذہبی لیڈر ہیں اس کو مذہب سے زیادہ اپنی دنیاوی وجاہت کا خیال ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر یہاں احمدیت آگئی تو اس کی وجاہت ختم ہوجائے گی۔ نہ امامت رہے گی نہ مسجد۔ اگر اس کو یہ بات سمجھا دی جائے کہ نہ ہم نے اس کی امامت لینی ہے، نہ مسجد لینی ہے اور نہ ہی کسی کو زبردستی احمدی بنانا ہے تو شاید اس میں تبدیلی پیدا ہوجائے مگر یہ بڑا مشکل ہے۔

حضور انور نے بتایا کہ ان لوگوں کو تو قرآن بھی نہیں آتا۔ جو احمدی ہو رہے ہیں وہی آگے بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اسی بات سے وہ ڈر گئے ہیں کہ اس سے ہماری امامت چلی جائے گی۔ باقی مذہب تو دل کا معاملہ ہے اس پر زبردستی قبضہ نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم کی تعلیم بھی یہی ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے بچوں کو اپنے پاس بلا کر چاکلیٹ دئے اور بڑوں کو اس ملاقات کی یادگار کے طور پر قلم عنایت فرمائے اور فرمایا یہ قلم جو مَیں ٹوکن کے طور پر دے رہا ہوں اس سے آپ کو یاد رہے گا کہ ملاقات ہوئی تھی۔ حضور انور نے ہر ایک کے پاس خود جا کر قلم عنایت فرمائے۔ آخر پر حضور انور نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ تصویر بنوانے کا شرف بخشا۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز ظہر و عصر مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں۔

ملاقاتیں

شام چھ بجے ملاقاتوں کا دوسرا دور ہوا جو 8:35 بجے تک جاری رہا۔ جس میں پاکستان، انڈونیشیا، بلغاریہ، ناروے، اٹلی، بوسنیا، مسقط، ہندوستان اور جرمنی کے 104 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

مبلغین سلسلہ سے میٹنگ

انفرادی ملاقاتوں کے بعد مبلغین سلسلہ سے میٹنگ شروع ہوئی۔ جس میں جرمنی، البانیہ، بوسنیا، بلغاریہ، کوسووو، ہنگری، مالٹا، رومانیہ اور مقدونیہ کے 19 مبلغین شامل ہوئے۔ سب سے پہلے حضور انور نے تمام مبلغین کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ پھر مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی سے انگلستان میں ہونے والی مبلغین کی میٹنگ کے حوالے سے اب تک ہونے والے کام کی رپورٹ لی۔ اس کے بعد حضور انور نے ہر مبلغ سے الگ الگ تعارف کرکے اس کی کارکردگی اور میدان عمل میں درپیش مسائل سننے کے بعد ان کے حل کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں اور مبلغین کو خاص طور پر تلقین فرمائی کہ جو بھی رابطے بنتے ہیں ان سے مستقل رابطہ رکھا کریں۔ حضور انور نے جرمنی میں جامعہ کے قیام اور جماعت جرمنی کے دیہاتی علاقوں میں خاص طور پر توجہ دینے اور یہاں امن کی تعلیم پھیلانے کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔ اور جماعت جرمنی نے جو وصیت کا ٹارگٹ پورا کیا ہے اس کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا۔

حضور نے مبلغین کو اپنی روزانہ کی ڈائری لکھنے کی تاکید فرمائی۔ جرمنی میں تربیت کے لئے معلمین کی ضرورت مقامی طور پر ہی پورا کرنے کی طرف زور دیا اور فرمایا کہ جو لوگ فارغ ہیں اور اخلاص رکھتے ہیں انہیں تین یا چھ ماہ کا کورس کروا کر انہیں معلم کے طور پر استعمال کریں۔ فرمایا اس سے دوہرا فائدہ ہوگا۔ ایک تو وہ لوگ جو فارغ ہیں وہ مصروف ہوجائیں گے اور دوسرا کسی حد تک معلمین کی ضرورت بھی پوری ہوتی رہے گی۔ حضور انور نے مشرقی یورپ کے ممالک میں آزادی کے نام پر جو خطرناک اخلاقی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے مبلغین کو تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اور تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے مشنوں میں لائبریریاں قائم کرنے کی ہدایت بھی فرمائی۔

آخر پر حضور انور نے مبلغ انچارج جرمنی کی درخواست پر گروپ فوٹو کا شرف بھی عطا فرمایا۔ حضور انور نے نماز مغرب وعشاء مسجد بیت السبوح میں پڑھائیں۔ پھر حضور انور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اس عرصہ کے دوران جمع ہونے والی ڈاک حضور انور کے ملاحظہ کے لئے رہائشگاہ پر بھجوائی۔ (باقی آئندہ)

بقیہ:خلافت راشدہ از صفحہ نمبر 4

اُن کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ بڑے غصّہ سے کہنے لگے تجھے کس جاہل نے کہا تھا کہ تو مرزا صاحب کے پاس جائے۔ مَیں دو مہینے جھگڑ جھگڑ کر نورالدین کو حدیث کی طرف لایا تھا تو پھر بحث کو قرآن کی طرف لے گیا۔ وہ آدمی تھے نیک، انہوں نے جب یہ سنا تو وہ حیرت و استعجاب سے تھوڑی دیر تو بالکل خاموش کھڑے رہے اور پھر مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اچھا مولوی صاحب اگر قرآن میں حیاتِ مسیحؑ کا کوئی ثبوت نہیں تو پھر جدھر قرآن ہے اُدھر ہی مَیں ہوں اور یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہو گئے۔

اب دیکھ لو باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس حقیقت کو کھولا تھا کہ حضرت مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے ہیں اور باوجود اس کے کہ آپ نے قرآن و احادیث سے اس مسئلے کو مدلّل طور پر ثابت کر دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک آیت بھی اس کے خلاف لے آؤ تو مَیں اپنا عقیدہ ترک کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اس کے متعلق کامل یقین حاصل نہیں تھا اور آپ کا خیال تھا کہ شاید اس کے خلاف بھی کوئی آیت ہو۔ اگر کوئی ایسا کہے تو وہ اوّل درجے کا جاہل ہوگا کیونکہ آپ نے جب یہ کہا کہ اگر ایک آیت بھی میرے پاس ایسی نکال کر لے آئیں جس سے حیاتِ مسیحؑ ثابت ہوتی ہو تو مَیں اپنے عقیدہ کو ترک کر دوں گا تو یہ قرآن مجید کی عظمت اور اُس کی بزرگی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا اور آپ کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کے ایک لفظ کے خلاف بھی اگر میرا عقیدہ ہو تو مَیں ترک کرنے کیلئے تیار ہوں۔ یہ مقصد نہیں تھا کہ واقع میں آپ کا کوئی عقیدہ خلافِ قرآن ہے۔ اِسی طرح حضرت ابوبکرؓ کے اس قول کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ سے کُفر بواح صادر ہو سکتا تھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ صداقت ہر حالت میں قابلِ اتباع ہوتی ہے اور اُس کیلئے زید یا بکر کا کوئی سوال نہیں ہوتا اگر مَیں بھی کسی ایسے امر کا ارتکاب کروں تو تم میری اطاعت سے انکار کر دو۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ آپ کبھی خدا اور رسول کے حکم کے خلاف بھی کسی فعل کا ارتکاب کر سکتے تھے اور نہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور آیت استخلاف کی موجودگی میں یہ معنی ہو سکتے ہیں۔

آیتِ استخلاف اور خلافتِ ثانیہ

اَب مَیں مختصراً آیت استخلاف کے ماتحت احمدیہ خلافت کے ذکر کو چھوڑ کر صرف اپنی خلافت کو لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (سورة النور:56) میں یہ بتایا ہے کہ جب تک قوم کی اکثریت میں ایمان اور عملِ صالح رہتا ہے اُن میں خلافت کا نظام بھی موجود رہتا ہے۔ پس دیکھنا یہ چاہئے کہ

(۱) کیا جماعت اب تک ایمان اور عملِ صالح رکھتی ہے یعنی کیا ہماری جماعت کی شہرت نیک ہے اور کیا ہماری جماعت کے افراد کی اکثریت عملِ صالح رکھتی ہے؟ اس کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ بات ہر شخص پر ظاہر ہے کہ جماعت کی شہرت نیک ہے اور جماعت کی اکثریت عمل صالح پر قائم ہے۔ پس جب ایمان اور عملِ صالح کی یہ حالت ہے تو خلافت کا وعدہ ضرور پورا ہونا چاہئے کیونکہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے اس بات کا وعدہ کیا ہے اور وعدہ ضرور پورا ہوا کرتا ہے۔

(۲) دوسری بات اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ یعنی جس طرح پہلے خلفاء ہوئے اسی طرح اُمتِ محمدیہ میں خلفاء ہوں گے۔ مطلب یہ کہ جس طرح پہلے خلفاء الٰہی طاقت سے بنے اور کوئی اُن کی خلافت کا مقابلہ نہ کر سکا اِسی طرح اب ہوگا۔ سو میری خلافت کے ذریعہ یہ علامت بھی پوری ہوئی۔ حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت کے وقت صرف بیرونی اعداء کا خوف تھا مگر میری خلافت کے وقت اندرونی اعداء کا خوف بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی حکیم الامت اور اَور بہت سے القاب سے ملقّب کیا جاتا تھا مگر میرے متعلق سالہا سال سے جماعت میں یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا کہ اگر اس بچہ کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور آ گئی تو جماعت تباہ ہو جائے گی۔ پھر میں نہ عربی کا عالم تھا، نہ انگریزی کا عالم تھا، نہ ایسا فن جانتا تھا جو لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھرا سکے، نہ جماعت میں مجھے کوئی عہدہ اور رسوخ حاصل تھا۔ تمام اختیارات مولوی محمد علی صاحب کو حاصل تھے اور وہ جس طرح چاہتے تھے کرتے تھے۔ ایسے حالات میں ایک ایسا شخص جس کو عمر کے لحاظ سے بچہ کہا جاتا تھا، جس کو علم کے لحاظ سے جاہل کہا جاتا تھا، جسے انجمن میں کوئی اختیار حاصل نہیں تھا، جس کے ہاتھ میں کوئی روپیہ نہیں تھا، اُس کی مخالفت میں وہ لوگ کھڑے ہوئے جن کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں تھیں، وہ لوگ کھڑے ہوئے جن کے ہاتھوں میں قوم کا تمام روپیہ تھا، وہ لوگ کھڑے ہوئے جو ایک عرصہ دراز سے بہت بڑی عزتوں کے مالک سمجھے جاتے تھے اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اس بچہ کو خلیفہ نہیں بننے دیں گے مگر خدا نے اُن کو ناکام و نامراد کیا اور وہی جسے جاہل کہا جاتا تھا، جسے کودن قرار دیا جاتا تھا اور جس کے متعلق یہ عَلَی الْاِعْلَان کہا جاتا تھا کہ وہ جماعت کو تباہ کر دے گا، خدا تعالیٰ نے اُسی کو خلافت کے مقام کیلئے منتخب کیا۔ یہ لوگ اپنی امیدوں پر پانی پھرتا دیکھ کر یہاں سے الگ ہو گئے اور انہوں نے کہا جماعت نے بے وقوفی کی جو اُس نے ایک نادان اور احمق بچہ کو خلیفہ بنا لیا تھوڑے دنوں میں ہی اُسے اپنی حماقت کا خمیازہ نظر آ جائے گا۔ جماعت تباہ ہو جائے گی، روپیہ آنا بند ہو جائے گا، تمام عزت اور نیک نامی خاک میں مل جائے گی اور وہ عروج جو سلسلہ کو اب تک حاصل ہوا ہے اس نادان بچے کی وجہ سے ضائع ہو جائے گا مگر ہوتا کیا ہے؟ وہی بچہ جب خدا کی طرف سے خلافت کے تخت پر بیٹھتا ہے تو جس طرح شیر بکریوں پر حملہ کرتا ہے اُسی طرح خدا کا یہ شیر دنیا پر حملہ آور ہوا اور اس نے ایک یہاں سے اور ایک وہاں سے، ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے، ایک شمال سے اور ایک جنوب سے بھیڑیں اور بکریاں پکڑ پکڑ کر خدا کے مسیحؑ کی قربان گاہ پر چڑھا دیں یہاں تک کہ آج اس سٹیج پر اس وقت سے زیادہ لوگ موجود ہیں جتنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری سال جلسہ سالانہ پر آئے تھے۔ جس کی آنکھیں دیکھتی ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان سنتے ہوں وہ سنے کہ کیا خدا کے فضل نے ان تمام اعتراضات کو باطل نہیں کر دیا جو مجھ پر کئے جاتے تھے۔ اور کیا اُس نے اُسی پچیس سالہ نوجوان کو جس کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ وہ جماعت کو تباہ کر دے گا خلیفہ بنا کر اور اُس کے ذریعہ سے جماعت کو حیرت انگیز ترقی دے کر یہ ظاہر نہیں کر دیا کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا خلیفہ نہیں بلکہ میرا بنایا ہوا خلیفہ ہے اور کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۳) تیسری علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ یعنی جو علومِ دینیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن پر ظاہر ہوں گے انہیں خدا دنیا میں قائم کرے گا اور کوئی اُن کو مٹانے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی وجہ سے صحابہؓ کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ صحابہؓ نے جو حدیثیں جمع کیں وہ بجائے خود اتنا بڑا کارنامہ ہے جو اُن کے درجہ کو عام لوگوں کے وہم و گمان سے بھی بلندتر کر دیتا ہے۔ پھر اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل قرآن کریم کے کامل ماہر اور اُس کے عاشق تھے اور آپ کے احسانات جماعت احمدیہ پر بہت بڑے ہیں لیکن یہ سب وہ تھے جن میں سے کسی ایک پر بھی جاہل ہونے کا اعتراض نہیں کیا گیا اس لئے خدا تعالیٰ کی صفتِ علیم جس شان اور جس جاہ و جلال کے ساتھ میرے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اُس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ مَیں وہ تھا جسے کَل کا بچہ کہا جاتا تھا، مَیں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک اُمتِ مُسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور اُن سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سَو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا مجھے خدا نے اس خدمتِ دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا چاہے پیغامی ہوں یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہونگی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور اُن سے فائدہ اٹھائیں بلکہ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو۔

(۴) چوتھی علامت یہ بتائی تھی کہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ خدا اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ یہ علامت میرے زمانہ میں خدا نے نہایت صفائی کے ساتھ پوری کی۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّل جب خلیفہ ہوئے ہیں تو اس وقت صرف یہ خوف تھا کہ باہر کے دشمن ہنسی مذاق اُڑائیں گے اور وہ جماعت کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر میری خلافت کے آغاز میں نہ صرف بیرونی دشمنوں کا خوف تھا بلکہ جماعت کے اندر بھی بگاڑ پیدا ہو چکا تھا اور خطرہ تھا کہ اور لوگ بھی اس بگاڑ سے متأثر نہ ہو جائیں ایسے حالات میں خدا نے میرے ذریعہ ہی اس خوف کو امن سے بدلا اور یہ خطرہ کہ جماعت کہیں صحیح عقائد سے منحرف نہ ہو جائے بالکل دُور کر دیا۔ چنانچہ دیکھ لو آج مصری صاحب بھی باوجود میری مخالفت کے نبوتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائل ہیں اور اگر وہ دیانتداری اور سچائی سے کام لیں تو اس بات کا اعتراف کر سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر جماعت کو ثبات میری وجہ سے ہی حاصل ہوا اور مَیں نے ہی اس مسئلہ کو حل کیا۔ پھر کیا یہ مسئلہ خدا نے اسی سے حل کرانا تھا جو بقول مصری صاحب معزول ہونے کے قابل تھا؟ اِسی طرح جماعت پر بڑے بڑے خطرات کے اوقات آئے مگر خدا تعالیٰ نے ہر خطرہ کی حالت میں میری مدد کی اور میری وجہ سے اس خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

احرار کا جن دنوں زور تھا لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اب جماعت تباہ ہو جائے گی مگر میں نے کہا میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں اور اس کے تھوڑے دنوں بعد ہی احرار کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی اور وہ دنیا میں ذلیل اور رُسوا ہو گئے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک سِکھ نے ایک رسالہ لکھا (اِس رسالہ کا نام ''خلیفۂ قادیان'' ہے اور اس کے مصنّف سردار اَرجن سنگھ صاحب امرتسری ہیں۔ مرتب) جس میں وہ میرا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ تم انہیں خواہ کتنا ہی جھوٹا کہو، ایک بات ایسی ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور وہ یہ کہ جن دنوں احرار

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اپنے زور پر تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کو مٹا کر رکھ دیں گے ان دنوں امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں اور سچی بات تو یہ ہے کہ ان کی یہ بات بڑی شان سے پوری ہوئی۔ پہلے احرار جس تحریک کو بھی اپنے ہاتھ میں لیتے تھے کامیاب ہوتے تھے مگر اب ان کی یہ حالت ہے کہ وہ جس تحریک کو بھی اُٹھاتے ہیں اس میں ناکام ہوتے ہیں۔ اسی طرح ارتداد ملکانا کا فتنہ لے لو، رنگیلا رسول کے وقت کی ایجی ٹیشن کو لے لو۔ یا ان بہت سی سیاسی اُلجھنوں کو لے لو جو اس دوران میں پیدا ہوئیں تمہیں نظر آئے گا کہ ہر مصیبت کے وقت خدا نے میری مدد کی، ہر مشکل کے وقت اس نے میرا ساتھ دیا اور ہر خوف کو اس نے میرے لئے امن سے بدل دیا۔ میں کبھی بھی نہیں سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ایسا عظیم الشان کام لے گا مگر میں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ خدا نے میرے وہم اور گمان سے بڑھ کر مجھ پر احسانات کئے۔ جب میری خلافت کا آغاز ہوا تو اس وقت میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں کوئی دین کی خدمت کر سکوں گا۔ ظاہری حالات میرے خلاف تھے، کام کی قابلیت میرے اندر نہیں تھی، پھر میں نہ عالم تھا نہ فاضل، نہ دولت میرے پاس تھی نہ جتھا، چنانچہ خدا گواہ ہے جب خلافت میرے سپرد ہوئی تو اس وقت میں یہی سمجھتا تھا کہ خدا کے عرفان کی نہر کا ایک بند چونکہ ٹوٹ گیا ہے اور خطرہ ہے کہ پانی اِدھر اُدھر بہہ کر ضائع نہ ہو جائے، اس لئے مجھے کھڑا کیا گیا ہے تا کہ میں اپنا مردہ دھڑ اس جگہ ڈال دوں جہاں سے پانی نکل کر بہہ رہا ہے اور وہ ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائے چنانچہ میں نے دین کی حفاظت کیلئے اپنا دھڑ وہاں ڈال دیا اور میں نے سمجھا کہ میرا کام ختم ہو گیا مگر میری خلافت پر ابھی تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ کے نشانات بارش کی طرح برسنے شروع ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب نشان

چنانچہ علی گڑھ کا ایک نوجوان جس کی حالت یہ تھی کہ وہ حضرت خلیفہ اوّل کے عہد میں ہی میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں جمع کرنے لگ گیا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ یہ پیشگوئیاں اتنی زبردست ہیں کہ ان کا کوئی انکار نہیں کر سکتا وہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے بارہ تیرہ دن پہلے قادیان آیا اور یہ دیکھ کر کہ آپؓ کی حالت نازک ہے مجھے کہنے لگا کہ مَیں آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مَیں نے کہا تم کیسی گناہ والی بات کر رہے ہو ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے خلیفہ کے متعلق گفتگو کرنا شرعاً بالکل ناجائز اور حرام ہے تم ایسی بات مجھ سے مت کرو۔ چنانچہ وہ علی گڑھ واپس چلا گیا اور بارہ تیرہ دن کے بعد حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہو گئی۔ وہ چونکہ حضرت خلیفہ اوّل سے اچھے تعلقات رکھتا تھا اس لئے جب آپ کی وفات پر اختلاف ہوا تو بعض پیغامیوں نے اسے لکھا کہ تم اس فتنہ کو کسی طرح دور کرو۔ اس پر اس نے علی گڑھ سے مجھے تار دیا کہ فوراً ان لوگوں سے صلح کر لو ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔ مَیں نے اسے جواب لکھا کہ تمہارا خط پہنچا تم تو مجھے یہ نصیحت کرتے ہو کہ مَیں ان لوگوں سے صلح کر لوں مگر میرے خدا نے مجھ پر یہ الہام نازل کیا ہے کہ ”کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے“۔ پس مَیں ان سے صلح نہیں کر سکتا۔ رہا تمہارا مجھے یہ تحریک کرنا سو یاد رکھو تم خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی حُجت کے نیچے ہو۔ تم نے حضرت خلیفہ اوّل کی زبان سے میرے متعلق بارہا ایسا ذکر سنا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے بعد خدا تعالیٰ مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کرے گا پھر تم خود میرے متعلق ایک کتاب لکھ رہے تھے جس میں ان پیشگوئیوں کا ذکر تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے متعلق کیں۔ پس تم پر حجت تمام ہو چُکی ہے اور تم میرا انکار کر کے اب دہریت سے ورے نہیں رہو گے۔

یہ خط مَیں نے اسے لکھا اور ابھی اس پر ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ دہریہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ آج تک دہریہ ہے اور عَلَی الْاِعْلَانْ خدا تعالیٰ کی ہستی کا منکر ہے حالانکہ وہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے بارہ تیرہ دن پہلے میری بیعت کے لئے تیار تھا اور پھر میرے متعلق ایک کتاب بھی لکھ رہا تھا جس میں اس کا ارادہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تمام پیشگوئیوں کو جمع کر دے جو میرے متعلق ہیں۔ مگر چونکہ اس نے ایک کھلی سچائی کا انکار کیا اس لئے میں نے اسے لکھا کہ اب میرا انکار تمہیں دہریت کی حد تک پہنچا کر رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ ایک مہینہ کے اندر اندر دہریہ ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ وہ میرے پاس آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر بحث کرنے لگا۔ میں نے اسے کہا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کو جانے دو تم یہ بتاؤ کہ میں نے تمہارے متعلق جو پیشگوئی کی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ اس پر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔

غیر مبائعین کے متعلق الہام لَيُمَزِّقَنَّهُمْ پورا ہو گیا

غیر مبائعین کے پاس دوسری بڑی چیز جتھا تھی۔ انہیں اس بات پر بڑا گھمنڈ تھا کہ جماعت کا پچانوے فیصدی حصہ ان کے ساتھ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہی دنوں مجھ پر الہام نازل کیا کہ ”لَيُمَزِّقَنَّهُمْ“ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ چنانچہ خدا کی قدرت وہی خواجہ کمال الدین صاحب جن کے مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ ایسے گہرے تعلقات تھے کہ خواجہ صاحب اگر رات کو دن کہتے تو وہ بھی دن کہنے لگ جاتے اور وہ اگر دن کو رات کہتے تو یہ بھی رات کہنے لگ جاتے ان کی خواجہ صاحب کی وفات سے دو سال پہلے آپس میں وہ لڑائی ہوئی اور ایک دوسرے پر ایسے ایسے اتہامات لگائے گئے کہ حد ہو گئی۔ پھر ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور ان کی انجمن کے دوسرے ممبروں میں احمدیہ بلڈنگس میں عَلَی الْاِعْلَانْ لڑائی ہوئی۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہہ دیا ہم عورتوں کو پکڑ کر یہاں سے نکال دیں گے۔ کل بھی انہی میں سے ایک آدمی میرے پاس آیا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ میری جائداد فلاں شخص لوٹ کر کھا گیا ہے آپ میری کہیں سفارش کرا دیں۔ غرض جس طرح الہام میں بتایا گیا تھا اسی طرح واقعہ ہوا اور ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس کے مقابلہ میں وہ پچیس سالہ نوجوان جسے یہ تحقیر سے بچہ کہا کرتے تھے اسے خدا تعالیٰ نے ایسی طاقت دی کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے اس وقت وہ اسے اس طرح کچل کر رکھ دیتا ہے جس طرح مکھی اور مچھر کو مسل دیا جاتا ہے اور کسی کی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ مقابلہ میں دیر تک ٹھہر سکے۔

اللہ تعالیٰ پر کامل یقین

پانچویں علامت اللہ تعالیٰ نے سچے خلفاء کی یہ بتائی ہے کہ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس علامت کے مطابق بھی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی کسی سے نہیں ڈرا۔ احتیاط میرے اندر حد درجہ کی ہے اور میں اسے عَیب نہیں بلکہ خوبی سمجھتا ہوں لیکن جب مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ فلاں بات یوں ہے تو پھر میں نے مشکلات کی کبھی پروا نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود شدید ترین خطرات کے خدا تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے مداہنت سے بچایا ہے اور کبھی بھی میں جھوٹی صلح کی طرف مائل نہیں ہوا۔

مستریوں کے فتنہ کے بارہ میں ایک رؤیا

مَیں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ مَیں بہشتی مقبرہ کی طرف سے آ رہا ہوں اور میرے ساتھ میر محمد اسحاق صاحب ہیں راستہ میں ایک بڑا سمندر ہے جس میں ایک کشتی بھی موجود ہے۔ مَیں اور میر محمد اسحاق صاحب دونوں اس کشتی میں بیٹھ گئے اور چل پڑے۔ جب وہ کشتی اس مقام پر پہنچی جہاں مستریوں کا مکان ہوا کرتا تھا تو وہ بھنور میں پھنس گئی اور چکر کھانے لگی۔ اتنے میں اس سمندر میں سے ایک سر نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ یہاں ایک پیر صاحب کی قبر ہے تم ان کے نام ایک رقعہ لکھ کر ڈال دو تا کہ یہ کشتی بھنور سے نکل جائے اور تم سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ۔ مَیں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ سخت مشرکانہ فعل ہے۔ اس کے بعد چکر اور بھی بڑھ گئے اور یہ خطرہ محسوس کیا جانے لگا کہ کہیں کشتی ڈوب ہی نہ جائے اس پر میر محمد اسحاق صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس وقت ہم رُقعہ لکھ کر ڈال دیں جب بچ جائیں گے تو پھر توبہ کر لیں گے۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اس پر انہوں نے مجھ سے چُھپ کر رقعہ لکھا اور اس کی مروڑی سی بنا کر چاہا کہ وہ رُقعہ سمندر میں ڈال دیں۔ اتفاقاً میں نے دیکھ لیا اور میں نے کہا میر صاحب! چاہے ہم ڈوب جائیں ایسی مشرکانہ بات کا ارتکاب مَیں نہیں ہونے دوں گا۔ چنانچہ میں نے وہ رُقعہ ان سے چھین کر پھاڑ ڈالا اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کشتی خود بخود بھنور میں سے نکل گئی۔

اس رؤیا کے سالہا سال بعد اسی مقام پر جہاں خواب میں ہماری کشتی بھنور میں پھنسی تھی مستریوں کا فتنہ اٹھا اور انہوں نے کئی قسم کے الزامات لگائے۔ پھر اس خواب کے عین مطابق ایک دن میر محمد اسحاق صاحب سخت گھبرا کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس میں کیا حرج ہے کہ ہم ان لوگوں کو کچھ روپیہ دے دیں اور اس طرح ان کو خاموش کرا دیں؟ میں نے کہا میر صاحب! اگر وہ باتیں ٹھیک ہیں جن کو یہ پیش کرتے ہیں تو پھر ان کو خاموش کرانے کے کوئی معنی نہیں اور اگر وہ باتیں غلط ہیں تو خدا ان کو خود تباہ کرے گا۔ ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ ہم ان کو روپیہ دیں۔

پس جہاں تک خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے اور جہاں تک اس خلافت کا ان خلفاء کے ساتھ تعلق ہے جو فوت ہو چکے ہیں، ان دونوں میں ایک امتیاز اور فرق ہے۔ ان کے ساتھ تو خلافت کی بحث کا علمی تعلق ہے اور میرے ساتھ نشاناتِ خلافت کا معجزاتی تعلق ہے۔ پس میرے لئے اس بحث کی کوئی حقیقت نہیں کہ کوئی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں۔ میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور اس کے زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو تو وہ اب میرے مقابلہ میں اٹھ کر دیکھ لے۔ خدا اس کو ذلیل اور رُسوا کرے گا بلکہ اسے ہی نہیں اگر دنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اٹھے گا گرایا جائے گا، جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل اور رُسوا ہو گا۔

پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عملِ صالح کرنے والو! مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عملِ صالح سے محروم ہو گئی تو پھر یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اس انعام کو جاری رکھے اور چاہے تو بند کر دے۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خدا تعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرتِ ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ تم ان ناکاموں اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو ردّ کر دیا بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرتِ ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کیلئے مایوس ہو جائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

قدرتِ ثانیہ کے نزول کے لئے
ہمیشہ دعاؤں میں مشغول رہو

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے نزول کے لئے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے وہ کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم یہ دعا کرو کہ تمہیں پہلی خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت کے زمانہ میں اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ الٰہی اس کے بعد ہمیں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں چوتھی خلافت ملے ایسا نہ ہو کہ تمہاری شامتِ اعمال سے اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔

پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو۔ اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آ سکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے ان الفاظ میں کیا کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ۔ مگر اس بات کو بھی یاد رکھو کہ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ خدا تمہارے ساتھ ہو اور اَبَدُالآباد تک تم اس کی برگزیدہ جماعت رہو"۔

❁❁❁❁ ❁ ❁❁❁❁

اختتامی الفاظ

۲۹؍دسمبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دو بجے جب تقریر ختم فرمائی تو جلسہ پر تشریف لانے والے اصحاب کو جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:-

اب جلسہ ختم ہوتا ہے اور احباب اپنے گھروں کو جائیں گے۔ انہیں احمدیت کی ترقی کیلئے ہر وقت کوشاں رہنا چاہئے۔ اولاد پیدا ہونے کے ذریعہ بھی ترقی ہوتی ہے مگر وہ ایسی نہیں جو تبلیغ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ ترقی اولاد کے ذریعہ ہونے والی ترقی سے بڑھ کر بابرکت ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ایک شخص کا ہدایت پا جانا اس سے زیادہ بہتر ہوتا ہے کہ کسی کے پاس اس قدر سرخ اونٹ ہوں کہ ان سے دو وادیاں بھر جائیں۔

(مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

پس تبلیغ کرو اور احمدیت کی اشاعت میں منہمک رہو تا کہ تمہاری زندگی میں اسلام اور احمدیت کی شوکت کا زمانہ آ جائے جبکہ سب لوگ احمدی ہو جائیں گے تو پھر رعایا بھی احمدی ہوگی اور بادشاہ بھی احمدی۔ میں نے بچپن میں ایک رؤیا دیکھا تھا بارہ تیرہ سال کی عمر تھی کہ کبڈی ہو رہی ہے۔ ایک طرف احمدی ہیں اور دوسری طرف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ساتھی جو شخص کبڈی کہتا ہوا مولوی محمد حسین صاحب کی طرف سے آتا ہے اسے ہم مار لیتے ہیں۔ اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جو مر جائے وہ دوسری پارٹی کا ہو جائے۔ اس قاعدہ کی رُو سے مولوی صاحب کا جو ساتھی مارا جاتا وہ ہمارا ہو جاتا۔ مولوی صاحب کے سب ساتھی اس طرح ہماری طرف آ گئے تو وہ اکیلے رہ گئے اس پر انہوں نے پاس کی دیوار کی طرف منہ کر کے آہستہ آہستہ لکیر کی طرف بڑھنا شروع کیا اور لکیر کے پاس پہنچ کر کہا میں بھی اس طرف آ جاتا ہوں اور وہ بھی آ گئے۔

مولوی محمد حسین صاحب سے مراد اَئمۂ کُفر ہیں اور اس طرح بتایا گیا کہ جب عام لوگ احمدی ہو جائیں گے تو وہ بھی ہو جائیں گے اور جب رعایا احمدی ہو جائے گی تو بادشاہ بھی ہو جائیں گے۔ پس تبلیغ کرو، احمدیت کو پھیلاؤ اور دعاؤں میں لگے رہو۔ دل میں درد پیدا کرو، عاجزی، فروتنی اور دیانتداری اختیار کرو اور ہر طرح خدا کے مخلص بندے بننے کی کوشش کرو۔ اگر کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر اصرار مت کرو کیونکہ جو اپنی غلطی پر اصرار کرتا ہے اس کے اندر سے نور جاتا رہتا ہے۔ نہ اس کی نمازوں میں لذت رہتی ہے اور نہ دعاؤں میں برکت۔ اپنی غلطی پر نادم ہونا اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنا ترقی کا بڑا بھاری گُر ہے۔

پس اگر غلطی کرو تو بھی اور نہ کرو تو بھی خدا تعالیٰ کے حضور جھکو اور اس سے عفو طلب کرو۔ اس طرح مستقل ایمان حاصل ہو جاتا ہے اور اسے توبہ ٹوٹنے نہیں دیتی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی مؤمن چوری کرتا ہے یا زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس کے سر پر معلّق ہو جاتا ہے اور جب وہ ایسا فعل کر چکتا ہے تو پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (ترمذی ابواب الایمان باب ماجاء لایزنی الزانی وھومؤمن)

اس سے بتایا کہ توبہ کرنے والے کا ایمان کُلّی طور پر اسے نہیں چھوڑتا، اس کی غلطی کی وجہ سے نکل جاتا ہے مگر پھر توبہ کرنے سے لوٹ آتا ہے۔ پس دعائیں کرتے رہو میرے لئے بھی، تمام مبلغین کے لئے بھی اور سب احمدیوں کیلئے بھی بے شک خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ وعدے ہیں لیکن میری طاقت تمہارے ذریعہ ہے۔ پس اپنے لئے دعائیں کرو اور میرے لئے بھی۔ اب کے تو خلافت جوبلی کی وجہ سے اتنے لوگ جمع ہوئے ہیں کوشش کرو کہ جماعت اتنی بڑھ جائے کہ اگلے سال یوں بھی اتنے لوگ جمع ہو سکیں۔

پھر غیروں کے لئے بھی دعائیں کرو۔ ان کے متعلق اپنے دلوں میں غصہ نہیں بلکہ رحم پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس شخص پر رحم آتا ہے جو اپنے دشمن پر رحم کرتا ہے۔ پس تم اپنے دلوں میں ہر ایک کے متعلق خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کرو۔ انہی دنوں ایک وزیری پٹھان آئے اور کہنے لگے دعا کریں انگریز دفع ہو جائیں۔ میں نے کہا۔ ہم بددعا نہیں کرتے۔ یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمارے ہو جائیں۔ پس کسی کے لئے بددعا نہ کرو۔ کسی کے متعلق دل میں غصہ نہ رکھو۔ بلکہ دعائیں کرو اور کوشش کرو کہ اسلام کی شان و شوکت بڑھے اور ساری دنیا میں احمدیت پھیل جائے۔ اس موقع پر مَیں ان لوگوں کیلئے بھی دعا کرتا ہوں جنہوں نے تاروں کے ذریعہ دعاؤں کیلئے لکھا۔ ان کے نام نہیں پڑھ سکتا کیونکہ وقت تنگ ہو رہا ہے۔ آپ لوگ ان کیلئے اور دوسروں کیلئے اور اسلام و احمدیت کیلئے دعا کریں۔

(الفضل 4؍جنوری 1940ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁

رمضان المبارک
روحانیت کا موسم بہار

(رانا سعید احمد خان۔ لندن)

رمضان المبارک انسان کی روحانیت کو تیز کرنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کے لئے نہایت سازگار ماحول فراہم کرنے والا مہینہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی صحت کے لئے بھی ایک نہایت موزوں مہینہ ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزہ کی فلاسفی اور حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"روزہ اتنا ہی نہیں کہ انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں"۔

(ملفوظات جلد 9صفحہ123)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "صُوۡمُوۡا تَصِحُّوۡا" روزے رکھا کرو تا کہ تمہاری صحت اچھی ہو اور صحت تبھی اچھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے ہیں بڑی سخت بیوقوفی تھی۔ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے اور درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارا ہو سکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے۔ تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔ اب امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر ڈائیٹنگ کا اور کوئی طریق نہیں جو روزوں نے ہمیں سکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزے میں کھانا کم کرنا لازم ہے کیونکہ کھانا کم کئے بغیر جو اعلیٰ مقصد ہے روزے کا وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ یعنی صرف یہ نہیں کہ کچھ وقت بھوکے رہنا بلکہ دونوں کناروں پر بھی صبر سے کام لو اور نسبتاً اپنی غذا تھوڑی کرتے چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں اس کے بغیر انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ ذکر الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی ایک روحانی غذا ہے اور روزمرہ کا کھانا ایک جسمانی غذا ہے تو رمضان کی برکت یہ ہے کہ یا روزوں کی برکت یہ ہے کہ وہ جسمانی غذا سے ہماری توجہ روحانی غذا کی طرف پھیر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی میں ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ روحانی لطف ہے جو آپ کی روح کو تروتازہ کرتا ہے۔ اس کی مضبوطی کا انتظام کرتا ہے اور جسم پر جو زائد چربیاں چڑھی ہیں ان کو پگھلاتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17؍جنوری 1997ء)

❁...... سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ افطاری میں تنوع اور سحری میں تکلفات بھی نہیں ہونے چاہئیں۔ اور یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہئے کہ سارا دن بھوکے رہے ہیں اب پُرخوری کر لیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلفات نہ کرتے تھے۔ کوئی کھجور سے، کوئی نمک سے، بعض پانی سے اور بعض روٹی سے افطار کر لیتے تھے۔ ہمارے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کریں۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرۃ زیر آیت 186)

روزہ داروں کے لئے چند مفید ہومیو ادویہ

❁...... بیمار پر روزہ ویسے بھی فرض نہیں مگر کچھ تکلیفیں عارضی ہوتی ہیں۔ ذیل میں چند ہومیو ادویہ عرض کرتا ہوں جو سحری کے وقت یا افطاری کے بعد استعمال کریں تو اللہ کے فضل سے ان سے فائدہ ہوگا اور وہ عارضی تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ

❁...... روزہ رکھنے سے سر درد ہو تو Cistus 30 میں لیں۔ بیلاڈونا 200 بھی مفید ہوتی ہے۔

❁...... انتڑیوں میں سوزش، تھکاوٹ، جسم بے جان ہو تو Bryonia 200 نہ بھولیں۔

❁...... پیٹ میں تیزابیت، قے ہونے کا رجحان ہو تو Iris Vers 200 میں لیں۔

❁...... پکوڑے، سموسے کھانے کے بعد معدہ میں جلن ہو تو Arsenic Iod 30 لینے سے جلن فوراً ختم ہو جاتی ہے۔

❁...... افطاری اگر مرغن غذاؤں سے کی ہے تو Pulsatilla 200 کی خوراک لیں۔

❁...... افطاری یا سحری کے بعد اگر پیٹ میں درد ہو جائے تو بیلاڈونا + میگ فاس + کولوسنتھ + ڈائیاسکوریا اور نکس وامیکا 30 یا 200 میں لیں۔ اللہ فضل کرے گا۔ (بے شک 15 منٹ کے وقفہ سے دہرائیں)

❁...... روزہ کھولنے کے بعد اگر طبیعت میں بے چینی ہو جائے، طبیعت بوجھل ہو تو میگ فاس، کالی فاس، کلکیریا فاس، نیٹرم فاس 6X میں ملا کر لیں۔

❁...... اگر سحری کے وقت Bryonia 200 اور رات کو سونے سے قبل Nux Vomica 30 کی ایک خوراک لے لیا کریں تو اللہ کے فضل سے آپ کا رمضان المبارک خیر و عافیت سے گزر جائے گا۔ آپ جلن، قبض وغیرہ سے محفوظ رہیں گے اور دلجمعی سے اللہ کی عبادت میں لگے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفا دے، ہر قسم کے عوارض سے محفوظ رکھے، روزہ داروں کے روزے قبول فرمائے اور مقبول عبادات اور دعاؤں کی توفیق بخشے۔

❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,┘ 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم شیخ عبدالماجد صاحب

محترم شیخ عبدالماجد صاحب کا نام ''علامہ اقبال اوراحمدیت'' نیز تحریکِ پاکستان اورتحریکِ آزادی کشمیر کی صحیح تاریخ کو پیش کرنے کے حوالہ سے کسی تعارف کا محتاج نہیں ۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بہت مفید اضافے کئے۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب (سابق لالہ سوداگرمل) فاضل مربی سلسلہ احمدیہ کے ہاں 2/دسمبر 1933ء کو پیدا ہوئے۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/جولائی 2006ء میں آپ کے برادر اصغر مکرم شیخ عبدالمالک صاحب نے آپ کا ذکرخیر تفصیل سے کیا ہے۔

آپ کے والد محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے 1924ء میں پندرہ برس کی عمر میں ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا اور پھر علمِ دین کی تکمیل کے بعد زندگی وقف کردی۔ آپکا شمار بھی ممتاز احمدی سکالر کے طور پر ہوتا ہے۔ نامور مؤلف ومصنف ومقرر تھے اور سیرۃ سیدالانبیا ﷺ، حیاتِ طیبہ، حیاتِ نُور، حیاتِ بشیر، لاہور تاریخ احمدیت جیسی ضخیم اور بلند پایہ اور معرکۃ الآرا کتب کے مؤلف ومصنف تھے۔ ''تذکرہ'' اور رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی تدوین میں نمایاں کردار ادا کرنے کی سعادت بھی انہوں نے پائی تھی۔

محترم عبدالماجد صاحب نے ادیب فاضل میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ پھر گریجویشن کیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے تحت ''فاروق'' سوونیئر کے 1965ء اور 1966ء کے شماروں نیز متعدد دینی فولڈرز کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اپنے والد نیز اپنے بڑے ماموں محترم شیخ عبدالقادر مرحوم (وفات 5 نومبر 1995ء) محقق عیسائیت کے مختلف تحقیقی وعلمی امور میں سالہاسال معاونت کی۔ ہمارے یہ ماموں بھی عظیم سکالر ومصنف، بلند پایہ ادیب وشاعر اور قرآن کے عالم تھے۔ اُن کے علمی کارنامے قریباً 60 سال پر محیط ہیں۔ انہوں نے 600 سے زائد مضامین لکھے، کسرِ صلیب کانفرنس 1978ء میں بحیثیت ریسرچ سکالر ومقرر حصہ لیا۔

محترم شیخ عبدالماجد صاحب نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات سے دوسروں کو آگاہ کرنے کے لئے 77-1976ء میں چارٹس پر مشتمل ایک وسیع تصویری نمائش کی تیاری کا آغاز کیا۔ جلسہ سالانہ 1982ء اور 1983ء میں ان چارصد تصویری چارٹس پر مشتمل نمائش دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے گراسی پلاٹ میں سجائی جاتی رہی۔ اسی طرح دیگر مرکزی اجتماعات کے دوران بھی یہ نمائش سجائی جاتی رہی۔ صد سالہ تقریبات جوبلی 1989ء جماعت احمدیہ لاہور کے زیراہتمام بھی آپ نے ایک تصویری تربیتی نمائش مزید چارٹس کی صورت میں تیار کی۔

حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ کی خود نوشت سوانح عمری ''تحدیثِ نعمت'' کا پہلا ایڈیشن 1971ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرے ایڈیشن کی محترم شیخ صاحب نے اڑھائی سال کی محنت سے دوبارہ کتابت کروائی۔ آپ کی درخواست پر حضرت چوہدری صاحبؓ نے 1971ء سے 1981ء تک کے واقعات بھی قلمبند کروا کر بھجوا دئے جو تتمّہ کے طور پر شاملِ کتاب کئے گئے۔ ''اشاریہ'' ازسرنو تیار ہوا جو کم و بیش تیرہ سو اسماء پر مشتمل ہے۔

محترم شیخ صاحب نے 1990ء سے 1998ء تک ''احمدی جنتری'' (محترم میاں محمد یامین صاحب والی) کی ترتیب واشاعت کے فرائض کی احسن رنگ میں بجاآوری کی۔ یہ کتابچہ اسلام کی فضیلت ثابت کرنے اوراخلاقی، تربیتی مضامین پر مشتمل ہونے کے علاوہ معلوماتی نکات کا بھی ایک مرقع ہے۔

محترم شیخ صاحب کی پہلی معرکۃ الآرا تالیف ''اقبال اوراحمدیت'' دراصل فرزند اقبال جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب ''زندہ رُود'' کے ''اقبال اور احمدیت'' سے متعلقہ حصّوں پر تبصرہ کا حکم رکھتی ہے۔ یہ کتاب ''زندہ رُود'' کا قرارواقعی پوسٹ مارٹم بھی ہے اور تاریخ کو مسخ ہونے سے بچانے کی کوشش بھی قرار دی گئی ہے۔ پاک و ہند کے کئی اخبارات و رسائل اور دانشوروں نے اس کتاب پر بہت فکر انگیز تبصرے کئے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پروگرام ملاقات 16/جون 1994ء میں اس کو ''ایک بہت اچھی کتاب'' قرار دیا۔

اپنی تصنیف ''فکرِ اقبال اورتحریکِ احمدیہ'' میں محترم شیخ صاحب نے کتاب ''اقبال اوراحمدیت'' پر اقبال اکیڈمی کے ریسرچ سکالر کے ہفتہ وار ''مہارت'' میں شائع کردہ اعتراضات کا شافی وکافی جواب پیش کیا۔ نیز کشمیر کے حوالہ سے احمدیوں اور جماعت احمدیہ کی قومی اورعالمی سطح پر خدمت کو تفصیل سے پیش کیا۔

محترم شیخ صاحب لمبا عرصہ جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری اشاعت بھی رہے۔ 1989ء میں آپ نے واپڈا میں سینئر آفیسر کی پوسٹ سے 65 برس کی عمر میں قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر علمی خدمات اور محققانہ کاوشوں میں اَور بھی تیزی پیدا کرلی۔ دوسری طرف آپ ایک انتہائی ہمدرد، دعاگو، باہمت، حوصلہ مند، پُرحکمت، پُروجاہت وپُروقار مجلسی انسان تھے۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اپنے اندر ایک دنیائے لطافت رکھتے تھے۔ 3 دسمبر 2004ء کو لاہور میں 71 برس کی عمر میں وفات پائی۔

محترم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/جولائی 2006ء میں مکرمہ بشریٰ مظفر صاحبہ نے اپنے مضمون میں اپنے والد محترم کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب 27/جولائی 1906ء کو سیالکوٹ کے گاؤں بوبک متراں میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ 21 سال کی عمر میں ڈاکٹری کا کورس پاس کیا اور دوسری جنگ عظیم میں بطور ڈاکٹر بھرتی ہوگئے۔ دوسرے سال میں ترقی کرکے کیپٹن بن گئے۔ تیسرے سال برما کے محاذ پر بہادری کا تمغہ یعنی ملٹری کراس حاصل کیا۔ اسی وجہ سے ضلع لائلپور (فیصل آباد) کے گاؤں دسوہہ میں ایک مربع زمین انعام میں ملی۔ 1946ء میں واپس آگئے۔ اُسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں یہ سکیم عرض کی کہ ہمیں افریقہ میں ہسپتال کھولنے چاہئیں جو دعوت الی اللہ کے لحاظ سے سودمند ہوں گے اور ساتھ عیسائیوں کی طبی مساعی کی مثالیں دیں اور آخر میں اپنے آپ کو اس کارخیر کے لئے پیش کردیا۔ آپ کی بیوی وہ درخواست لے کر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضورؓ نے فرمایا: ڈاکٹر کو کہنا وقف میں بہت تکلیفیں ہوتی ہیں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے، وہ اعلیٰ جگہ پر فائز رہا ہے۔

بہرحال آپ درخواست دے کر واپس گاؤں آگئے۔ کچھ عرصہ بعد حضورؓ کا جواب مل گیا۔ فرمایا: ''کشمیر اور سرینگر جاؤ، وہاں جاکر اپنا کلینک کھولو۔ اپنی گرہ سے روپیہ لگاؤ۔ جو آمد ہو اس میں سے نصف اپنے خرچ کے لئے رکھو اور نصف جماعت احمدیہ کو بھیج دو۔ نیز جو واقفین کا الاؤنس -/125 روپے ہے، وہ الگ ملتا رہے گا اور وہاں جاکر بہائیت کا مقابلہ کرو۔ ایک مہینہ کی ٹریننگ بہائی مذہب کے خلاف قادیان سے حاصل کرکے جاؤ''۔ چنانچہ حسب حکم 31/مارچ 1947ء کو سرینگر پہنچ کر کلینک کھول لیا۔ پہلے مہینہ میں نوسو روپے آمد ہوئی۔ نصف روپے قادیان بھیجے تو حضورؓ نے روپیہ وصول کرنے کے بعد فرمایا کہ اب انجمن کو روپیہ نہ بھیجنا۔ جو انجمن کا حصہ ہے وہ بھی کلینک میں ڈالو اور کلینک پوری طرح سنبھالو۔ پانچ ماہ بعد پاکستان بن گیا تو آپ بیوی بچوں کو اپنے گاؤں چھوڑ کر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؓ نے فرمایا: کشمیر واپس جاکر پاکستان کے حق میں پراپیگنڈہ کرو۔ چنانچہ آپ مری کے راستے دوبارہ کشمیر چلے گئے۔

آپ کشمیر پہنچے تو وہاں سے خزانہ، مہاراجہ اور وزراء وغیرہ سب دہلی جاچکے تھے۔ آپ نے کوشش کی کہ پاکستانی فوج جلد وہاں پہنچے لیکن پاکستان اپنی مصیبت اور کم مائیگی کی وجہ سے کچھ نہ کرسکا اور چوتھے روز ہندوستانی جہاز آگئے۔ غلام محمد بخشی اور شیخ عبداللہ احمدیوں کے دشمن ہوگئے۔ چنانچہ چار دفعہ آپ کے وارنٹ گرفتاری آئے۔ کلینک کے پاس ہی پولیس چوکی تھی۔ وہاں کا تھانیدار ایک ہمدرد سید تھا۔ ہر دفعہ آپ کی حمایت میں رپورٹ لکھ کر وارنٹ واپس کر دیتا اور آپ کو بتا دیتا۔ دسمبر میں جب پانچویں مرتبہ وارنٹ آئے اور پولیس افسر کو تنبیہ بھی آئی تو وہ آکر کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب اب یہاں سے نکل جانے کی کوششیں کرو، اب میرے بس کی بات نہیں، بخشی غلام محمد آپ کے درپے ہوگئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب واقف زندگی تھے۔ حضورؓ کے حکم کے بغیر واپس نہیں آسکتے تھے۔ خواجہ غلام نبی گلکار کے ذریعے حضورؓ نے آنے کی اجازت دیدی۔ پانچ اور احباب بھی تھے جو کہ سرینگر سے نکلنے کی کوشش کررہے تھے۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ حویلیاں کی پہاڑی پر کھڑے بلند آواز سے ہاتھ کے اشارہ سے فرما رہے ہیں: اس طرف سے آجاؤ۔ چنانچہ خواب سے رہبری مل گئی۔ چند گھنٹوں میں کلینک سمیٹا۔ گھریلو سامان سید سردار احمد صاحب کے گھر ڈالا اور سب احباب دن کے پچھلے پہر ایک ٹانگہ پر سوار ہوکر سرحد پار کرنے لگے۔ سرینگر کے چاروں طرف پہرہ تھا۔ کئی جگہ سنتری آواز دیتا کون ہے۔ ٹانگے والا جواب دیتا: ڈاکٹر بشیر صاحب جارہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا نام سن کر سپاہی گزر جانے دیتا۔ اسی طرح حویلیاں کے رستے پیدل آٹھ روز کی مسافت طے کرکے برف پر سے پھسلتے ہوئے یہ احباب پاکستان پہنچ گئے اور 18/دسمبر کی صبح لاہور پہنچ کر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؓ ناشتہ کی چوکی پر بیٹھے تھے۔ جلدی میں باہر تشریف لائے اور حالات دریافت فرمائے۔ نیز فرمایا کہ گھر جاکر بیوی بچوں کو مل آؤ، میں تمہیں قادیان بھجوانا چاہتا ہوں۔

1947ء کا جلسہ سالانہ لاہور میں ہوا اور 3/جنوری 1948ء کو مکرم ڈاکٹر صاحب قادیان بھجوادئے گئے۔ اُس وقت چھ بیٹیاں تین بیٹے دو بیویاں اور ایک بوڑھی ماں آپ کے زیرکفالت تھیں۔ قادیان کے حالات نہایت مخدوش تھے۔ کچھ ادویات ڈاکٹر احسان الحق صاحب کی دوکان سے اور کچھ دیگر مختلف گھروں سے نکلیں تو وہاں پر کلینک کا کام شروع کردیا۔ غالباً چھ سات ماہ تو اسی طرح گزر گئے۔ درویش اپنے مخصوص حلقہ سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔ ایک روز آپ اور فضل الٰہی خان صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر دعا کررہے تھے کہ ایک سکھ عورت بھی مزار پر آکر دعا کرنے لگی۔ اس کا داماد بیمار تھا۔ اس عورت نے ان دونوں احباب سے بھی التجا کی کہ میرے داماد کے لئے دعا کرو۔ خانصاحب نے فرمایا کہ مائی جی! ہم دعا بھی کرتے ہیں اور یہ ڈاکٹر صاحب علاج بھی کریں گے۔ وہ عورت ننگل سے آئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ خطرہ کے پیش نظر ہم نہیں جاسکتے۔ ادھر بہشتی مقبرہ کے دروازے پر لے آؤ۔ مریض دروازے پر لایا گیا۔ مریض دیکھا اور اس بڑھیا کو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم جون 2006ء میں صدسالہ جشن خلافت احمدیہ کے حوالہ سے مکرم عطاء کریم شاد صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کڑی دھوپ بھی، پر ہمارے لئے، خدا کی محبت کا سایہ رہا
لہو دے کے لَو کو بڑھاتے رہے، چمن دل کا یوں جگمگایا رہا
پہاڑوں سے ٹکرا کے بڑھتے رہے، جنوں ایک سر میں سمایا رہا
خلافت کی صورت ہمارے لئے، سدا ابر رحمت ہی چھایا رہا
چلو روح پرورسی تانیں اٹھائے، یہ تائیدِ حق کے ترانے سنائیں
خدا کی عنایت پہ سر کو جھکائے، یہ صدسالہ جشن خلافت منائیں

ساتھ لے کر محلہ احمدیہ میں آ گئے۔ دوائی دی، چند روز میں وہ صحت یاب ہو کر چل کر آ گیا۔ چند دنوں میں مریضوں کا تانتا بندھ گیا۔ مخالفوں کی طرف سے بہت شور اٹھا مگر مریضوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ اس طرح سے آزادی کا تھوڑا سا رستہ کھل گیا۔ مریضوں کے ذریعے سے ضروری اشیاء خریدی جانے لگیں۔ پھر پہرہ میں باہر جا کر بھی مریض دیکھنے لگے۔ پھر انجمن سے مدد مانگی کہ اب باقاعدہ ہسپتال کھولنا چاہئے۔ انجمن سے 80 روپے لے کر کام شروع کر دیا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے مکان کو ہسپتال بنالیا اور قریب قریب کے تین مکانوں کو ان ڈور مریضوں کے لئے استعمال کرنے لگے۔ درویشوں کی طبی خدمت ہسپتال کی آمد سے ہوتی۔ یہاں تک کہ جب امرتسر بھی کسی کو بھیجنا ہوتا تو وہ بھی اسی فنڈ سے دیتے۔ ضعیف درویشوں کو دودھ اور مکھن بھی دیا جاتا۔ آخر 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سوئٹزرلینڈ سے تار بھیجا کہ آپ کو پاکستان بھیج دیا جائے۔ چنانچہ 7/جولائی 1955ء کو کھوکھراپار کے رستہ آپ پاکستان میں داخل ہوئے اور 8/جولائی 1955ء کو ربوہ پہنچے۔ اس وقت ربوہ کے ہسپتال میں کوئی ڈاکٹر نہ تھا۔ حضورؓ علاج کی غرض سے یورپ جا چکے تھے۔ مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی حضورؓ کے ساتھ ہی تھے۔ آپؓ نے آتے ہی کام سنبھال لیا اور نہایت ذمہ داری سے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ بہت اچھے سرجن بھی تھے۔ فروری 1957ء میں دل کی تکلیف ہو جانے کے بعد فراغت کی درخواست دیدی اور پھر ربوہ میں ہی کلینک کھول لیا۔ حضورؓ کی اجازت سے لائلپور کی زرعی زمین فروخت کر کے ربوہ کے نواح میں زمین خرید کر کاشت شروع کرادی۔

جب آپ پر 1957ء میں دل کا پہلا حملہ ہوا تو آپ کی پہلی اہلیہ کے بچے جوان تھے۔ تین کی شادی ہو چکی تھی۔ البتہ دوسری اہلیہ کے بچے بہت چھوٹے تھے۔ چنانچہ دوسری اہلیہ گھبراہٹ میں حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ آپ اللہ میاں سے پوچھیں کہ ڈاکٹر صاحب کی عمر کتنی ہے۔ انہوں نے دعا کر کے بتایا کہ آواز آئی ہے کہ 12x6=72۔ یعنی عمر 72 سال ہے۔ آپ کی اہلیہ کے لئے ان دنوں 72 ہفتے بھی بہت بڑی خوشخبری تھی۔ لیکن پھر بھی کہا کہ میری سب بچیاں تو اس عمر تک نہیں بیاہی جائیں گی۔ فرمانے لگے: بیٹا! اتنی عمر تو لے اور مانگ لیں گے۔ اس دوران بڑی بیماریاں آئیں۔ کئی مرتبہ دل پر حملے ہوئے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بچاتا رہا۔ آخر آپ کی عمر 70 برس ہو گئی۔ آپ کی اہلیہ کو گھبراہٹ تھی کہ چار بچے ابھی زیر تعلیم تھے اور وقت آن پہنچا ہے۔ اب وہ حضرت مولوی عبداللطیف صاحبؓ بہاولپوری کے پاس گئیں اور حضرت مولوی راجیکی صاحبؓ کی قبولیت دعا کا واقعہ سنا کر ڈاکٹر صاحب کی درازی عمر کی دعا کے لئے درخواست کی۔ اگلے دن حضرت مولوی صاحبؓ کا خط ملا کہ 9 سال مزید عمر مانگ لی ہے۔

1987ء میں محترم ڈاکٹر صاحب جلسہ سالانہ لندن پر آئے۔ پھر لندن، سویڈن، ناروے اپنی بیٹیوں کے پاس کچھ وقت قیام کیا۔ 8/اکتوبر کو واپس ربوہ پہنچ گئے جہاں 11 نومبر 1987ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے وفات پائی۔

محترم ڈاکٹر صاحب نہایت کامیاب زندگی گزارنے کے باوجود بہت خاکسار انسان تھے۔ بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔ چھٹیاں ہوتے ہی سلسلہ کی کتب بچوں میں بانٹ دی جاتیں کہ چھٹیوں میں پڑھ کر انہیں ختم کرنا ہے۔ تہجد گزار اور دعا گو تھے۔ اپنے مریضوں کے لئے بھی باقاعدہ دعا کرتے۔

آپ نے بہت ہی مصروف زندگی گزاری ہے۔ مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ وفات سے کچھ دن پہلے کسی نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب پچھلے پندرہ سال سے آپ کو اسی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ کی صحت کا راز کیا ہے؟ فرمایا: ''کم کھانا اور زیادہ کام کرنا''۔

آپ رشتہ داروں اور دوستوں کا بہت خیال رکھتے تھے اور ان سے پیسے نہیں لیتے تھے۔ اپنے محلّہ میں بھی کسی کے گھر مریض دیکھنے جاتے تو فیس کے پیسے نہیں لیتے تھے۔ کوئی گھر آ جائے تو دوائی کے پیسے نہیں لیتے تھے۔ بہت متوکّل اور قانع انسان تھے۔

مکرم میجر ڈاکٹر محمود احمد شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/اگست 2006ء میں محترم میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب شہید کے بارہ میں مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔

مکرم میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب مئی 1916ء میں محترم قاضی محمد شریف صاحب (ایگزیکٹو انجینئر محکمہ انہار) کے ہاں پیدا ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحبؓ آپ کے دادا تھے جو سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق امرتسر میں ایک بڑا مکان خرید کر سکونت اختیار کر چکے تھے۔ اُن کے آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ جس بیٹے کی تبدیلی ایسی جگہ ہوتی جہاں بچوں کی تعلیم مناسب نہ ہوسکتی تو وہ اپنے بچوں کو امرتسر میں چھوڑ جاتے۔ حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی وفات (1928ء) کے بعد اس گھر کا انتظام ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر کے حصے میں آ گیا۔ محمود احمد شہید کا سکول کا زمانہ امرتسر میں ہی گزرا۔ 1933ء میں یہیں سے اپنے دو کزنوں کے ساتھ میٹرک کیا۔ جن میں سے ایک محمود شفقت صاحب بعد ازاں مختلف ممالک میں پاکستان کے سفیر بھی رہے اور دوسرے اختر محمود صاحب انیستھیزیا سپیشلسٹ بنے۔

محمود شہید نے گورنمنٹ کالج لاہور سے F.Sc. کر کے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ وہ کالج کے ہر دلعزیز طالب علموں میں شامل تھے، کالج یونین کے جنرل سیکرٹری بھی منتخب ہوئے۔ کھیلوں میں نمایاں تھے اور باکسنگ کلب کے فعال ممبر تھے۔ اپنے کالج کے لئے کئی انعامات بھی جیتے۔

1941ء میں MBBS کرنے کے بعد انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ سے مستقبل کے بارہ میں مشورہ مانگا اور حضورؓ کے ارشاد پر 1942ء میں انڈین آرمی میڈیکل کور میں شامل ہو گئے۔ پھر برما کے محاذ پر بھیج دیئے گئے جہاں میجر بنائے گئے۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر 1944ء میں ان کی پوسٹنگ کمبائنڈ ملٹری ہسپتال کوئٹہ میں بطور ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہوگئی۔ 25/نومبر 1945ء کو آپ کی شادی مکرم قاضی محمد حنیف صاحب کی بیٹی بلقیس بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ 1946ء میں فوج سے ریٹائرمنٹ لے کر آپ نے کوئٹہ میں ہی پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی۔

محترم ڈاکٹر محمود احمد صاحب کی شخصیت میں سادگی اور شگفتگی کا جو عنصر تھا۔ اس سے پریکٹس خوب چلنے لگی۔ ہر ضرورت مند کے لئے ان کا دل کھلا تھا۔

قیام پاکستان کے وقت جب قادیان میں رہنے والوں کی طبی ضروریات پوری کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ڈاکٹروں سے خود کو پیش کرنے کی تحریک کی تو آپ نے بھی لبیک کہا۔ آپ لاہور سے قادیان روانہ ہوئے تو بٹالہ کے نزدیک آپ کی بس پر ہینڈ گرنیڈ سے حملہ ہوا۔ گرنیڈ پھینکنے والا جلدی میں اس کی پن نہ نکال سکا اور خوش قسمتی سے گرنیڈ پھٹنے سے بچ گیا۔

قادیان پہنچے تو وہاں بے سروسامانی کا عالم تھا۔ نور ہسپتال پر ہندو قابض تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی رہائش حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے مکان کے ایک کمرہ میں ہوئی اور اسی گھر کے ایک کمرہ کو کلینک میں تبدیل کر دیا گیا۔ جلد ہی آپ کی شہرت قادیان کے مضافات میں بھی پھیل گئی۔ آپ اولاً 3 ماہ کے لئے گئے تھے۔ لیکن حضورؓ کی خواہش پر آپ قریباً آٹھ ماہ وہاں ٹھہرے اور جون 1948ء میں پاکستان واپس آئے۔ جب حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؓ نے بہت پیار کیا اور کڑھائی کیا ہوا اپنا لبادہ بطور تحفہ دیا۔

قادیان سے کوئٹہ آئے ہوئے ابھی دو اڑھائی ماہ ہوئے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مع دیگر افراد خاندان کوئٹہ تشریف لے گئے۔ حضورؓ کی آمد کی خبر پر وہاں شر پسند بھی سرگرم عمل ہو گئے۔ 19/اگست 1948ء کو ڈاکٹر صاحب کلینک سے گھر آئے تو اپنی بیگم سے کہنے لگے کہ امیر صاحب نے بتایا ہے کہ احمدیہ مسجد سے ملحقہ زمین کا پلاٹ دستیاب ہے جسے مسجد کی توسیع کے لئے حاصل کرنا چاہئے۔ اگر پانچ سو روپے میں سودا طے ہوگیا تو آج ہی ادائیگی کر دیں گے۔ پھر آپ نے اپنی بیگم سے اتنی رقم لے کر امیر صاحب کو پہنچائی۔ اُسی شام جب آپ ایک مریض کو دیکھ کر اپنی کار میں ریلوے ہیڈکوارٹر کی گراؤنڈ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں مخالفین جلسہ کر رہے ہیں اور ایک لڑکے کو مار رہے ہیں۔ آپ نے گاڑی روک کر مارنے کی وجہ پوچھی تو شرپسندوں نے بتایا کہ یہ قادیانی ہے جو ہماری کارروائی نوٹ کر رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ احمدی تو میں بھی ہوں۔ اس پر ہجوم نے آپ کا رُخ کیا۔ آپ کار میں بیٹھے تو ایک بڑا سا پتھر آپ کو آ کر لگا جس سے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پھر باقاعدہ پتھراؤ شروع ہو گیا جس سے ڈر کر ڈرائیور بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے پناہ لینے کے لئے قریبی مکانوں کے دروازے کھٹکھٹائے لیکن کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ اتنے میں ایک پتھر آپ کے سر پر لگا تو آپ بیہوش ہو کر گر گئے۔ جس کے بعد آپ کے جسم پر وار کئے گئے۔

جسٹس محمد منیر کی تحقیقاتی رپورٹ 1953ء کے مطابق ''ان کے جسم پر پتھر اور تیز دھار والے ہتھیاروں سے لگائے ہوئے چھبیس زخم تھے'' اور سارے جسم کا خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

آپ کی شہادت کی خبر آناً فاناً سارے شہر میں پھیل گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو شدید صدمہ ہوا۔ آپؓ ڈاکٹر محمود کے گھر تشریف لائے۔ اگلے دن صبح نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان جا کر دعا بھی کروائی۔

شہید مرحوم کا اُس وقت ایک بیٹا تھا۔ پانچ ماہ بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حضرت اماں جانؓ کی خواہش پر احمد محمود رکھا گیا۔ شہید مرحوم دس سال تک کوئٹہ میں امانتاً دفن رہے۔ پھر آپ کا جسد خاکی بہشتی مقبرہ ربوہ میں منتقل کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 30/اپریل 1999ء میں آپ کی شہادت کا ذکر کر کے جسٹس محمد منیر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے چند اقتباسات پڑھے جن میں لکھا تھا: ''کوئی شخص اسلامی شجاعت کے اس کارنامے کی نیک نامی لینے پر آمادہ نہ ہوا اور بے شمار عینی شاہدوں میں ایک بھی ایسا نہ نکلا جو ان غازیوں کی نشاندہی کر سکتا یا کرنے کا خواہشمند ہوتا جن سے یہ بہادرانہ فعل صادر ہوا۔ لہٰذا اصل مجرم شناخت نہ کئے جاسکے اور مقدمہ بے سراغ داخل دفتر کر دیا گیا''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 21/اگست 1948ء کے اُس خطبہ جمعہ کا حوالہ بھی دیا جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کا ذکر کرتے فرمایا تھا: ''یہ حملہ جو میجر محمود پر کیا گیا ہے، یہ تو اتفاقی حادثہ درحقیقت یہ حملہ احمدیت پر کیا گیا ہے۔ میجر محمود تو وہاں اتفاقاً چلے گئے اگر کوئی اور احمدی ہوتا تو اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آتا کیونکہ میجر محمود پر کسی ذاتی عناد کی وجہ سے حملہ نہیں کیا گیا بلکہ ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے ...... اس واقعہ سے ہمارے اندر جو ردّعمل ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم پہلے سے بھی زیادہ انہماک اور تندہی سے تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔ مامورین کی جماعتوں پر ظلم ہوتے ہیں اور وہ ظلموں کے نیچے بڑھتی اور پھولتی ہیں۔ تو اس قسم کے ظلم و تشدد کے واقعات جماعت کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں پہلے سے زیادہ وقت تبلیغ پر صرف کرنا چاہئے تا صحیح عقائد ان پر واضح ہو جائیں اور احمدیت کی سچائی کھل جائے''۔

شہید مرحوم کی بیگم نے کم عمر ہونے کے باوجود اپنے دونوں بیٹوں کی بہت اچھی پرورش کی۔ ایک بیٹا فوج میں میجر اور دوسرا آرکیٹیکچر بنا۔

شہید مرحوم بہت نمایاں شخصیت کے مالک تھے طبیعت میں شگفتگی، ہر ایک کا دکھ درد بانٹنے والے ایک قابل ڈاکٹر اور نفیس انسان تھے۔ احمدیت، حضرت مسیح موعودؑ سے عقیدت اور خلافت سے وابستگی مثالی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/مئی 2006ء میں مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے جو آپ نے MTA پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سنگاپور سے روانگی کا منظر دیکھ کر کہا۔ اس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

یہ خلافت کی جلوہ آرائی
جذبۂ شوق کی پذیرائی
بے حجابانہ والہانہ تھی
کس محبت کی کار فرمائی
یہ محبت کہاں سے آئی تھی!

چشم گریاں کے مہماں دونوں
یہ فراق و وصال کے لمحے
کس محبت سے پھوٹ کر نکلے
جذبۂ بے مثال کے لمحے
یہ محبت کہاں سے آئی تھی!

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

12th October 2007 – 18th October 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 12th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:40 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 8, recorded on 6th February 1987.
03:30 Al-Maa'idah: A cookery programme teaching how to prepare Kebabs.
04:00 Tilaawat
05:20 MTA Variety: a programme on the topic of the martyrs of Ahmadiyyat.
06:05 Tilaawat & MTA News
08:25 Siraiki Service
09:05 Indonesian Service
10:10 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 1st June 1985.
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News
14:20 Friday Sermon [R]
15:30 Tilaawat
17:25 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
18:30 Arabic Service: repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif and Mustapha Sabit. Recorded on 6th July 2007.
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Dars-ul-Qur'an [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Saturday 13th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
02:35 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 1st June 1985.
04:15 Tilaawat
04:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 12th October 2007.
06:00 Tilaawat
06:20 Husn-e-Qira'at
07:15 Friday Sermon: rec. 12/10/2007.
08:15 Rang-e-Bahar: poetry recital
09:00 Live Eid proceedings from Baitul Futuh, including Eid sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
12:10 Eid Milan: Eid programme for children.
12:35 Al Maa'idah: a cookery programme
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
15:00 Repeat of Eid proceedings from Baitul Futuh.
18:00 MTA Sports: programme taking a look at Hiking.
18:30 Arabic Service: Eid special
19:10 Repeat of Eid proceedings from Baitul Futuh.
22:10 Mosha'airah: an evening of poetry held in the presence of Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 5th August 2006.
23:55 Al Maa'idah: cookery programme

Sunday 14th October 2007

00:00 Eid Milan: Eid programme for children.
00:55 Rang-e-Bahar: poetry recital
01:35 MTA Sports: programme taking a look at Hiking.
02:05 Repeat of Eid proceedings from Baitul Futuh.
05:05 Al Maa'idah: cookery programme
05:30 MTA Variety
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 24th January 2004.
08:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
08:40 MTA Travel: a visit to the Canadian city of Vancouver.
09:05 Learning Arabic: Lesson no. 21.
09:25 Spotlight: an interview with Amtul Hafiz Salaam.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th July 2007.
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
13:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 12th October 2007.
14:55 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
15:55 Huzoor's Tours [R]
16:25 Learning Arabic: lesson no. 21 [R]
16:45 Spotlight [R]
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1991.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, recorded on 7th July 2007.
20:30 MTA International News Review
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Huzoor's Tours [R]
22:35 MTA Travel [R]
23:00 Ilmi Khitabaat

Monday 15th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Learning Arabic: lesson no. 21
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 136, Recorded on 7th March 1996.
02:25 Friday Sermon: rec. 12th October 2007.
03:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1991. Part 1.
04:30 Ilmi Khitabaat
05:20 Spotlight
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor. Recorded on 2nd July 2007.
08:25 Le Francais C'est Facile: lesson no. 70
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th August 1997.
10:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 31st August 2007.
10:55 Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 10th November 2006.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:25 Rang-e-Bahar: a poetry recital
17:05 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 137, Recorded on 12th March 1996.
20:50 MTA International Jama'at News
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam)
22:35 Friday Sermon [R]
23:35 Jalsa Speeches: speech delivered by Muhammad Inam Ghauri on the topic of the character of the Holy Prophet (saw) on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2006.

Tuesday 16th October 2007

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Le Francais C'est Facile: lesson no. 70
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 137, Recorded on 12th March 1996.
03:15 Friday Sermon recorded on 10th November 2006.
04:15 Rencontre Avec Les Francophones
05:20 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 25th February 2007.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1995. Part 2.
09:30 MTA Variety – Changing climate, changing world: a discussion programme on the topic of Global Warming and it's impact on our environment.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:05 Bangla Schomprochar
14:10 Jalsa Salana Holland 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th June 2006 at Jalsa Salana Holland.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:05 Learning Arabic: lesson no. 22
16:35 Question and Answer Session [R]
17:50 MTA Variety – Changing climate, changing world: a discussion programme on the topic of global warming and it's impact on our environment. [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:40 MTA Variety – changing climate, changing world. [R]
22:40 MTA Travel: programme featuring a visit to various countries around the world.
23:10 Jalsa Salana Holland 2006.

Wednesday 17th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:05 Learning Arabic: lesson no. 22
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 138, recorded on 13th March 1996.
02:45 MTA Variety – changing climate, changing world.
03:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1995.
04:35 Jalsa Salana Holland 2006.
05:15 MTA Travel
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
06:55 Children's class with Huzoor, recorded on 22nd January 2005.
08:00 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th January 1995. Part 1.
10:00 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 6th April 1984.
15:00 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Ilyas Munir on the topic of the Holy Prophet (saw) and his just character. Recorded on 21st August 2004.
15:40 Children's Class [R]
17:05 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 139, recorded on 14th March 1996.
20:35 MTA International Jamaat News
21:10 Children's Class [R]
22:20 Jalsa Salana Speeches [R]
23:00 Kasauti: quiz programme
23:20 From the Archives [R]

Thursday 18th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 139, recorded on 14th March 1996.
02:20 Philosophy of Islam: a talk based on the book, Philosophy of the teachings of Islam, written by the Promised Messiah (as), hosted by Dr Mohyuddin Mirza.
02:45 Hamaari Kaenaat: a series of programmes on the topic of the universe.
03:10 Australian documentary: programme taking a look at Sea life in Australia.
03:40 From the archives
04:40 Kasauti
05:15 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 7th February 2004.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 12th November 1995.
09:10 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
10:10 Indonesian Service
11:10 MTA Variety: a discussion programme on the topic of the prophecies made about the Holy Prophet (saw) in the Bible.
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 12th October 2007.
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 199, recorded on 13th May 1997.
15:20 Huzoor's Tours [R]
16:20 English Mulaqa'at [R]
17:15 Al Maa'idah: cookery programme
17:35 Moshaa'irah: an evening of poetry, featuring Muhammad Ismatullah.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA News Review
21:15 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:25 MTA Variety [R]
22:55 Bustan-e-Waqfe Nau [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 05 October, 2007 | Issue No. 40

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

اس وقت دنیا قدرتی آفات کے رنگ میں خدائی قہر کے جو نظارے دیکھ رہی ہے یہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے تائیدی نشانات کے سلسلے ہیں اور زمانہ آ رہا ہے کہ اگر دنیا اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو پہلے سے زیادہ مورد غضبِ الٰہی ہوگی۔

اس الٰہی سلسلہ کے خلاف مخالفت کی دیواریں نہ اٹھاؤ جس کی حفاظت کی ضمانت خدا تعالیٰ نے دی ہوئی ہے۔ اپنے پہلوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید کے لئے جیسے پہلے نشان ظاہر فرمائے اب پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرمائے گا۔

نظام خلافت کا نظام وصیت سے گہرا تعلق ہے۔ جماعت جرمنی نے خلافت جوبلی سے پہلے چندہ دہندگان کی نصف تعداد کو نظام وصیت میں شامل کرنے کے ٹارگٹ کو حاصل کر لیا ہے۔ جماعت امریکہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر امریکہ کے احمدیوں بالخصوص ایفرو امریکن احمدیوں کو تاکیدی ہدایت کہ اپنے ہم قوم سفید امریکن اور دوسری قوموں کے لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لائیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء کے موقع پر خطاب)

تعلیمی میدان میں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔ جرمن لجنہ، نومبایعات و زیر تبلیغ خواتین سے میٹنگ، بلغارین وفد سے ملاقات، مبلغین سلسلہ سے میٹنگ، انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں

(جرمنی میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

02 ستمبر 2007ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5:30 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں نماز فجر پڑھائی اور چار بجے سہ پہر تک اپنے دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔ آج جلسہ سالانہ جرمنی کا تیسرا اور آخری روز ہے۔ چار بج کر دس منٹ پر حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر پڑھائی جس کے معاً بعد جلسہ کی کارروائی شروع فرمانے کے لئے کرسی پر رونق افروز ہوئے تو تمام حاضرین جلسہ کھڑے ہو گئے اور پُرجوش نعروں سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور کچھ دیر تک جلسہ گاہ کا ہال نعروں سے گونجتا رہا۔

سابق اٹارنی جنرل بلغاریہ کا خطاب

حضور انور کی اجازت سے بلغاریہ کے ایک قانون دان اور سابق اٹارنی جنرل Mr.Ivan Tatarchrev نے بلغارین زبان میں خطاب کیا۔ خطاب شروع کرنے سے قبل وہ حضور انور کے پاس تشریف لے گئے اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ یہ 1930ء میں بلغاریہ کے دارالحکومت صوفیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا بلغاریہ کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ملک کی بہت سی سڑکوں کے نام ان کے نام پر رکھے گئے ہیں اور ملکی تاریخ میں ان کا اہم مقام ہے۔ ان کے نانا بھی بیسویں صدی میں اٹارنی جنرل رہ چکے ہیں۔

موصوف نے اپنے خطاب میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں سب سے پہلے آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ کے جلسہ میں شریک ہو رہا ہوں۔ مذہب کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور مذہب اپنی تعلیم کے ذریعہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرواتا ہے جس سے وہ اپنے مسائل کا حل ڈھونڈتا ہے۔ انسان کو آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ کسی ملک کو یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی انسان کے مذہب پر پابندی لگائے۔ ہم گواہ ہیں کہ احمدی بھائی مختلف ملکوں میں آزاد نہیں ہیں اور مشکل حالات میں ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ مشکلات ختم ہوں گی۔ مَیں سب سے بڑھ کر آپ کے روحانی امام کا شکرگزار ہوں۔ آپ نے اپنے خطبہ میں بہت پیارے الفاظ میں فرمایا کہ سب انسان بھائی بھائی بن جائیں۔ آخر پر پھر انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اپنے خطاب کے بعد انہوں نے پھر حضور انور ایدہ اللہ سے مصافحہ کی سعادت پائی۔ اس کے بعد ان کے خطاب کا اردو ترجمہ مکرم طاہر احمد صاحب مبلغ سلسلہ بلغاریہ نے پیش کیا۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی

معزز مہمان کے خطاب کے بعد باقاعدہ طور پر جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم حافظ طارق چیمہ صاحب نے سورۃ الفرقان کی آیت 62 تا 71 کی تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم ساجد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کیا۔ مکرم صلاح الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "محمود کی آمین" خوش الحانی سے پیش کیا۔

تقریب تقسیم انعامات

پانچ بجے شام تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے 55 طلبہ کو حضور انور نے اسناد اور میڈلز تقسیم فرمائے۔ جرمنی میں یہ تیسری تقریب تھی۔ جن خوش نصیب طلباء نے اپنے پیارے آقا کے دست مبارک سے اسناد اور میڈل حاصل کرنے کی سعادت پائی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

مکرم تاثیر احمد بشیر صاحب (PHD Medicin)، مکرم عبیدہ آر۔ رانا صاحب (PHD Medicin)، مکرم مرزا نعمان صاحب (Bechelor in Agriculture Economics)، مکرم منصور احمد صاحب (Masters in Computer Science)، مکرم محمد اشرف صاحب مبلغ سلسلہ بلغاریہ (Master in Bulgarian Language)، مکرم طاہر احمد صاحب (Masters in Bulgarian Language)، مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مبلغ سلسلہ کوسووو (Bachelor in Albanian Language)، مکرم فرید احمد ریحان صاحب (Masters in Public Health)، مکرم اسد باجوہ صاحب (Masters in Design Information Technology)، مکرم شاہد احمد رضی صاحب (Master in Pedagogy)، مکرم طاہر محمود صاحب (Masters in Electrical Power Engineering)، مکرم ودود محمد حق صاحب (Master in Computer Science & Biology)، مکرم سید رحیم الدین یوسف صاحب (BSc in Process Engineering)، مکرم ابوطالب احمد صاحب (Masters in Economics)، مکرم یاسر لقمان احمد صاحب (Masters in Biology)، مکرم عطاء الرحیم صاحب (Masters in Material Science & Engineering)، مکرم نعمان پاشا صاحب (MSc Computer Science of Medicine)، مکرم محمد تنویر صاحب (Masters in Biometerials)، مکرم عاصم خان صاحب (Law)، مکرم احسن محمد شہزاد صاحب (Masters in Information & Communication Technology)، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب (Masters in Computer Science)، مکرم وسیم رانا صاحب (Masters in Computer Science)، مکرم امیر مرزا صاحب (BSc in Business Information System)، مکرم عمران بھٹی صاحب (BSc in Business Information System)، مکرم طارق ریاض صاحب (Masters in Computer Science)، مکرم ارباب ثاقب اعوان صاحب (Professional Graduation

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں